تذکرۂ

قطبِ عالم

حافظ علی حسین خان مراد آبادیؒ

مرتبہ

عبد الستار خان عرف گوہر میاں

ناشر

ادارۂ فروغِ تجلیاتِ صابریہ، اٹک

۲۰۰۵ء

کوائفِ زندگی

والد	:	نواب غلام حسین عرف فقیر شاہؒ مرادآبادی
وطن	:	مرادآباد (اُتر پردیش، بھارت)
ابتدائی تعلیم و تربیت	:	از والدِ بزرگوارِ خود
پیر ارادت	:	حضرت غلام حسینؒ رام پوری
پیر صحبت	:	حضرت محمد محمود شاہؒ رام پوری
پیر خلافت	:	فقیر شاہؒ مرادآبادی
اکابر خلفاء	:	۱۔ حضرت صوفی سید محمد حسینؒ مرادآبادی
		۲۔ صوفی احمد حسینؒ پیلی بھیتی
		۳۔ پیروزیر علی شاہؒ مرادآبادی
		۴۔ شاہ جی عنایت شاہؒ مرادآبادی
		۵۔ مولانا قدرت اللہؒ رام پوری
		۶۔ حضرت اسد اللہ خانؒ مین پوری
		۷۔ مولوی حمید اللہ شاہؒ مین پوری
		۸۔ مولوی کرامت خانؒ کاسگنجوی
وفات	:	۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء
مزار	:	دھری گھاٹ، کٹ گھر، مرادآباد

☆☆☆

ضابطۂ اشاعت

کتاب	:	تذکرۂ قطبِ عالم حافظ علی حسین خانؒ مرادآبادی
مرتب	:	عبدالستار خان عرف گوہر میاں
ناشر	:	مولانا علی اصغر چشتی صابری سراجی (لاہور)
طابع	:	اقبال سید، کتب خانہ مقبولِ عام، اٹک
تزئین کار	:	عدیم پرنٹنگ سروسز، اٹک
سالِ اشاعت	:	بارِ اوّل اپریل ۱۹۹۰ء
		بارِ دوم دسمبر ۲۰۰۵ء (عکسی)
تعداد	:	پانچ سو
ہدیہ	:	دعائے خیر
مقامِ اشاعت	:	ادارۂ فروغِ تجلیاتِ صابریہ، اٹک، (پاکستان)
تقسیم کنندگان	:	۱۔ مدرسۂ تنویر الاسلام، شاہ عالمی لاہور
		۲۔ ۱۹۱۶۔ ڈی ٹائپ کالونی، فیصل آباد
		۳۔ ۶۶۔ جی، اٹک شہر
		۴۔ کُتب خانہ مقبولِ عام، اٹک شہر

☆☆☆

قطبِ وقت حافظ علی حسین مرادآبادیؒ

مولانا علی اصغر چشتی صابری

حافظ علی حسین خان بن حضرت غلام حسین خان عرف فقیر شاہؒ نے (مرید و خلیفۂ حضرت غلام حسین شاہ رام پوری بن حضرت ملا فقیر اخوند رام پوری رحمہم اللہ) ظاہری و باطنی تعلیم اپنے والدِ گرامی حضرت فقیر شاہؒ اور پیر بھائی و پیرِ صحبت جناب محمد محمود خانؒ سے حاصل کی۔ ابتدائی عمر میں آپ نے بیعت حضرت غلام حسین شاہ بن فقیر ملا اخوندؒ سے کی تھی۔ گھریلو ماحول صوفیانہ تھا۔ آپ کے والدِ گرامی بھی حضرت غلام حسین شاہؒ سے بیعت تھے اس لیے بچپن میں ہی فقیری کا رنگ نکھر آیا تھا۔ آپ کے ایک اور پیر بھائی تھے جن کا نامِ نامی اسمِ گرامی حضرت محمد محمود خانؒ (رام پوری) تھا، جو فقر میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ اکثر و بیشتر اپنے پیر بھائی فقیر شاہؒ کی زیارت کے لیے (مرادآباد) آتے رہتے تھے۔ حضرت حافظ علی حسین خانؒ آپ سے مانوس ہو گئے تھے۔ اکثر اُن کی صحبت میں رہتے۔ آخر محمد محمود خانؒ صاحب کی صحبت نے اُن کو مقامِ فنا عطا فرمایا اور خلیفۂ پیرِ خود محمد محمود خان رامپوریؒ سے ہی مجاز و ماذون ہو کر والدِ گرامی حضرت فقیر شاہؒ کے جانشین مقرر ہوئے۔

حافظ محمد حسینؒ مرادآبادی صاحبِ انوار العارفین فرماتے ہیں کہ حافظ علی حسینؒ جوانِ صالح اور خوش خلق ہیں۔ آپ کے والدِ بزرگوار کے مریدین آپ کے پاس جمع

ہوتے ہیں۔ تعلیم و تلقین، ذکر و شغل اور اوراد و وظائف پوچھتے ہیں بلکہ آپ خود طالبان کی دستگیری فرماتے ہیں۔ حافظ صاحبؒ دعائے حرزِ یمانی و چہل اسماء و دیگر وظائف پڑھا کرتے تھے۔ سلسلۂ قادریہ چشتیہ کے تمام وظائف و اوراد کے عامل تھے خصوصاً عملِ حُب اور جن پر تو خوب دسترس تھی۔ مرادآباد اور دیگر مقامات سے لوگ فیضیاب ہوتے تھے۔ (انوار العارفین)

آپ کبھی کبھی سلسلۂ قادریہ کی خانقاہِ عالیہ مارہرہ شریف میں اپنے دادا مرشد حضرت اچھے میاں آلِ احمد بن شاہ حمزہ رحمہما اللہ کے مزارِ اقدس کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے۔ پیرزادہ شاہ آلِ رسولؒ اور مارہرہ کے اکثر عوام آپ کی تعظیم و تکریم فرماتے۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت غلام حسینؒ نے مارہرہ شریف سے شش سلاسل میں اجازت حاصل کی تھی اور ہر سلسلہ میں مجاز و ماذون ہو کر خلافت سے نوازے گئے تھے۔ (انوار العارفین)

کتاب انوار العارفین ماہِ ذیقعد ۱۲۸۶ھ میں مکمل ہوئی۔ صاحبِ کتاب نے لکھا ہے کہ اس وقت آپ جوان ہیں۔ آپ کے والدِ گرامی حضرت فقیر شاہ صاحب کی وفات ۱۲۷۰ھ میں ہوئی۔

آپ ۵۔ رمضان المبارک ۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء کو واصل بحق ہوئے۔ ''قطبِ وقت رفت'' سے تاریخ اخراج ہوتی ہے۔ مزار شریف دھری گھاٹ، کٹ گھر بہ سمتِ شرقِ مرادآباد شریف (بھارت) میں ہے۔ یزار و یتبرک۔

[شمیم ولایت ص ۵۵۲ تا ۵۵۵]

☆☆☆

’’حافظ علی حسین صاحب مریدِ شاہ غلام حسین صاحب بن ملا فقیر اخون صاحبؒ ہستند و تعلیم ذکر از وشاں یافتہ اند و تکمیل از صحبت و خدمت خلیفۂ اوشاں حضرت محمد محمود شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہم یافتہ اند و خرقۂ خلافتِ خاندانِ چشتیہ صابریہ از والدِ ماجدِ خود محمد فقیر شاہ صاحب کہ اوشاں ہم خلیفۂ شاہ غلام حسین صاحب (رامپوری) بودہ اند، می دارند و نسبتِ سلوکِ ہر خاندان علیحدہ می داشتند و بر مستفیضاں حسبِ طلبِ استعداد فیض می رسانیدند و نسبتِ صابریہ بر اوشاں غالب بود۔‘‘ [ماخذ: شمیمِ ولایت ص ۵۵۵]

سید محمد حسینؒ مراد آبادی

اپنی بات

ہر کسی را بہر کاری ساختند لیکن جن افراد کو مشیتِ الٰہی اعلیٰ مقاصد کے لیے چُن لیتی ہے اُن کی بات ہی کچھ اور ہوتی ہے۔ مردانِ خدا کی تذکرہ نگاری کا کام جن اہلِ قلم کے سپرد ہوتا ہے موضوع کے اعتبار سے وہ بھی عظیم المرتبت ہوتے ہیں۔ ہمارے مولانا علی اصغر چشتی صابری کو خدا نے اس کام کے لیے مختص کر دیا ہے۔ ۱۹۹۹ء میں انہوں نے ’’شمیمِ جالندھر‘‘ کے نام سے وہاں کے علما و مشائخ کا ایک مبسوط تذکرہ لکھ کر بڑی آب و تاب کے ساتھ شائع کیا یہ اُن کا اپنے وطنِ مالوف کے عہدِ اسلامی کو بھرپور خراجِ تحسین تھا۔ چند سال قبل وہ ’’شمیمِ ولایت‘‘ کے نام سے سلسلۂ چشتیہ کے چار سو بزرگوں کے احوال و آثار کو عہد بہ عہد رقم کر کے منظرِ عام پر لا چکے تھے یہ بھی اُن کا ایک بہت قابلِ قدر کارنامہ تھا۔ اس تذکرہ میں انہوں نے اپنے مرشدِ کامل مولانا عبد الغنی دوسوہویؒ کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا تھا پھر انہوں نے چاہا کہ اس حصہ کو علیحدہ کتابی صورت میں شائع کیا جائے۔ یہ کام انہوں نے ادارۂ فروغِ تجلیاتِ صابریہ، اٹک کو سونپا۔ اسی دوران ’حالاتِ حافظ علی حسینؒ مراد آبادی‘ کے عنوان سے ایک کتاب بھارت سے اُن کے نام آئی۔ اشارۂ غیبی پاتے ہی انہوں نے اس کے پاکستانی ایڈیشن کی اشاعت کا منصوبہ تیار کیا اور بارِ دگر ’’قرعۂ فال بنامِ من دیوانہ زدند‘‘۔ میں نے اس کو اپنی سعادت سمجھا۔ ادارۂ فروغِ تجلیاتِ صابریہ کو اس درۃ النادرہ کی اشاعتِ ثانی کا اعزاز حاصل ہو گیا۔ مولانا موصوف کا یہ ایک وصفِ خاص ہے کہ اس حرص و ہوا کے دور میں وہ اپنی ہر کتاب کو اہلِ ذوق کے درمیاں

بہت وسیع تھا۔ تکثیرِ طعام کے منظر بھی سامنے آئے ہیں۔ سماع کے بہت گرویدہ
تھے؛ بزمِ سماع میں آپ کا فیضان ساون بھادوں کی برکھا کی طرح برستا تھا۔ اگر کوئی
معترض اس ماحول میں موجود ہوتا تو نگاہِ عتاب کی زد میں ہوتا۔ حد درجہ مستجاب
الدعوات اور صاحبِ تصرف تھے۔ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے تو گویا اجابت سامنے
کھڑی نظر آتی۔ ارادہ کرتے تو عالمِ قدس میں کھلبلی مچ جاتی۔ لیکن جب آپ کے
چھوٹے بھائی ہدایت علی خان پر ایک سنگین مقدمہ بنا تو آپ بارگاہِ خداوندی میں
براہِ راست مستدعی نہیں ہوئے بلکہ مرادآباد سے پیدل چل کر کلیر شریف میں حضرت
مخدومؒ کے آستانہ پر پہنچے: ع عشق بن یہ ادب نہیں آتا

عورتیں گروہ در گروہ اپنی حاجات کے ساتھ رجوع کرتیں تو آپ سب کے لیے دعا
کو کافی سمجھتے۔ نقش اور تعویذ سے کنارہ کش رہتے تھے، پھر بھی خلقِ خدا کا بڑا ہجوم رہتا
تھا۔ آپ کے وجودِ با جود سے سلسلۂ صابریہ کی اس شاخ کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔

دعا ہے کہ اللہ کریم گوہر میاں کو اس گوہرِ نایاب کے بازار میں لانے پر اجرِ جزیل
عطا فرمائے۔ ہم نے ان کے نسخہ کو تمام و کمال ایک سو چار صفحہ تک عکساً شائع کیا ہے۔
تصاویر علیحدہ ہیں۔ اپنی طرف سے اوّل و آخر بیس صفحے بڑھائے ہیں۔ اُمید ہے
ہمارا یہ اضافہ قاری کے لیے مزید افادیت کا باعث ہوگا۔ آخر میں ناشر، طابع اور
تزئین کار کے تعاون و اشتراک کا شکریہ ادا کرنا اپنا خوشگوار فرض سمجھتا ہوں۔ خدا
سب کو دو عالم میں سرخوش و شاداب رکھے۔ آمین

۱۲۔ دسمبر ۲۰۰۵ء — نذر صابری

☆☆☆

سرمۂ مفت نظر بنا دیتے ہیں۔ خدا ان کو اس کارِ خیر کی جزا دے رہا ہے کہ دولت اُن کے
ہاتھوں میں دریا کی طرح بہتی رہتی ہے اللھم زدفزد۔

متذکرہ بالا کتاب کو جناب عبدالستار خان عرف گوہر میاں نے
ترتیب دے کر ۱۹۹۰ء میں مرادآباد سے شائع کیا۔ اس کو ہم تین حصوں میں تقسیم کر
سکتے ہیں۔ پہلے حصہ میں فاضل مرتب نے اپنی ذاتی اور دیگر ذرائع سے حاصل ہو
نے والی معلومات کو سلیقہ سے جمع کر دیا ہے۔ آخری حصہ ان کے خاندانی اوراد و
وظائف پر مشتمل ہے اور درمیانی حصہ جو کتاب کا سب سے قیمتی حصہ ہے تمام تر
''جواہرِ گھیرا'' سے منقول و ماخوذ ہے اور اس کو حافظ میاںؒ کے ایک عاشقِ زار مرید
اور خلیفہ صوفی احمد حسینؒ گھیرے والوں نے آج سے سو سال پہلے قلم بند کیا تھا۔
حافظ محمد حسینؒ مرادآبادی کی مشہور تصنیف ''انوار العارفین'' گو اس سے کچھ پہلے کی
تحریر ہے مگر جس وقت وہ لکھی جا رہی تھی حافظ میاںؒ عہدِ جوانی میں قدم رکھ رہے تھے
لہٰذا مصنف ان پر چند تعارفی سطور سے زیادہ کچھ نہ لکھ سکا۔ قریب کے دیگر تذکروں
میں حافظ احمد علی شوقؔ کے 'تذکرۂ کاملانِ رام پور' اور علامہ نجم الغنی کی 'اخبار الصنادید'
کے نام لیے جا سکتے ہیں۔ مگر انہوں نے اپنے موضوع ''رام پور'' سے باہر قدم نہیں
رکھا اور آپؒ کا ضمناً بھی کہیں ذکر نہیں کیا۔

تذکرہ میں متعدد واقعات کے ذریعے آپ کی سیرتِ مبارکہ کے جمالی اور جلالی
رویّوں کی عمدہ تصویر کشی کی گئی ہے۔ آپ کے شمائل و خصائل اور معمولاتِ زندگی کا
بھی ذکر ملتا ہے۔ بادی النظر ہی میں کھل جاتا ہے کہ آپ میں سرمستی اور سرشاری
کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ عظمتِ کردار ادا ادا سے پھوٹتی تھی۔ دستر خوان آپ کا

ق

مراد آباد و مضافات

ہماچل پردیش
اتر آنچل
پاکستان
پنجاب (مشرقی)
ہردوار
رڑکی
دیوبند
سہارنپور
انبالہ
مظفرنگر
بجنور
نگینہ
مراد آباد
امروہہ
رامپور
سنبھل
بلاری
پیلی بھیت
بریلی
آنولہ
بسولی
علی گڑھ
سونی پت
دہلی
ہریانہ
نیپال
راجستھان
متھرا
بدایوں
شاہجہان پور
آگرہ
کانپور
لکھنؤ
الہ آباد
اتر پردیش
مدھیا پردیش

آستانہ حافظ علی حسین خان مراد آبادی صاحب رح

صدر دروازہ آستانہ حضرت حافظ صاحبؒ

فہرست

طباعت نامہ

نام کتاب: حافظ صاحب مراد آبادی

مرتبہ: عبدالستار خاں عرف گوہر میاں
سابق اسسٹنٹ پرنسپل پی ٹی سی مراد آباد

کتابت: محمد الیاس / کلیم کاشانی

طباعت: بھارت آفسیٹ پریس دہلی

تزئین و آرائش: محمد عتیق، ڈائرکٹر جنت نشاں تعلیمی مشن مراد آباد

اشاعت سنہ: ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ مطابق ۷ اپریل ۱۹۹۰ء

قیمت

ناشر: جنت نشاں بکڈپو، سنبھلی گیٹ، مراد آباد

انتساب

میں اس تالیف کو اپنے نانا، پیر و مرشد قبلہ محمد نبی خاں صاحبؒ کے نام نامی سے معنون کرتا ہوں جو قبلہ حافظ صاحبؒ کے بھتیجے اور سجادہ نشین تھے — اللہ اسے قبول فرمائے تاکہ میری بخشش کا موجب بنے۔

ناچیز۔ عبدالستار

تصنیفِ پیش نظر

احقر درویش آستانہ شاہ فقیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ موضوعِ تصنیف و تالیف سے نا آشنا ہے لیکن چونکہ عرصہ سے آرزو تھی کہ اپنے آقا و مولیٰ مرشد قبلہ و کعبہ حضرت حافظ شاہ علی حسین خاں صاحب نوراللہ مرقدہٗ کے حالات و کرامات اور وظائف تحریر میں لائے جائیں۔ لیکن گزشتہ ایام ملازمت سرکاری بعد مشغلہ قانون دانی کچھ دیگر وجوہ ارادہ کی تکمیل میں مانع رہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم، اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ، مولا مشکل کشا علی کرم اللہ وجہہ الکریم و حسنین کریمین سعیدین رضی اللہ عنہما کا فیض بابرکت مرشد طریقت، رہنمائے شریعت حضرت فقیر شاہ صاحب و حافظ علی حسین صاحب رحمہم اللہ اجمعین و جملہ پیران عظام سلسلہ کا تصرف کچھ حالات سازگار ہوئے۔ الحمد للہ کتاب ہٰذا اہل ذوق کو پیش کرنے کی سعادت کے ساتھ طمانیت قلبی حاصل ہو رہی ہے۔

اس قلمی ترتیب کے دوران میسر آنے جانے والی کتب سے استفادہ کے علاوہ ماموں زاد بھائی حمید النبی خاں عرف سلطان میاں سلمہٗ سے خاصا مواد حاصل ہوا۔ نیز منسلک سلسلہ و دیگر معتقدین اور واقف بزرگ صاحبان سے جوں جوں قبلہ پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات معلوم ہوئے جستہ جستہ قلمبند کر لئے گئے۔ کتاب جواہر گھیرہ سے زیادہ تر مواد لیا گیا ہے۔

اس تذکرے کو کتابی شکل دینے میں دو مقصد احقر کے پیش نظر ہیں

اوّل حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و کرامات سے واقفیت پہنچانا۔ دوم یہ کہ حضرت حافظ صاحب قبلہؒ کے تعلیم فرمائے اوراد و وظائف اور حاجتمندوں کے لئے دُعائیں۔ نیز دیگر معمولاتِ خیر و برکات کے تمام مسلمانوں تک پہنچیں اور فیضیاب ہوں۔

احقر باجازت پیر و مرشد برسوں سے ان کا عامل ہے اور بخیال فیض عام اپنی طرف سے اجازتِ عام دیتا ہے تاکہ ضرورت مند خاطر خواہ فیض پا سکیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان اعمال کی برکت اور پیر و مرشد حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے توسّل و تصرّف، ہر حاجت روا فرمائے۔ اور احقر کو بھی بطور صدقہ جاریہ ثواب ملے۔ آمین!

احقر نے اسی آستانۂ عالیہ میں آنکھ کھولی، زیر نظر شفقت و کرم جناب نانا صاحب قبلہ پرورش پائی۔ خانوادہ ہونے کے ساتھ فضلِ خداوندی اور حضرتِ پیر و مرشد کی دُعاؤں کی برکت ۱۸ سال سے روزانہ آستانہ بوسی حاضری و سلام کا شرف حاصل ہے۔ احقر جملہ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کی دُعا کرتا ہے

فقط خادم آستانہ
عبدالستار خاں عرف گوہر
سابق اسسٹنٹ پرنسپل، پولس ٹریننگ کالج مراد آباد
اپریل ۱۹۹۰ء

ابتدائیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ
الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۞ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۞ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ
بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ

بیاں ہو حمد تیری کس طرح ہم ناتوانوں سے — کہ تو برتر ہے وہموں سے گمانوں سے خیالوں سے

حمد و ثنا تمام تر اس خدائے پاک واجب الوجود خالق کائنات ہی کو زیبا ہے جس نے اپنے نور سے نور حبیب پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا اور اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام انبیاء سے زیادہ بزرگی و برتری عطا فرما کر امام الانبیاء بنایا۔ فخر موجودات، حبیب رب العالمین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو کل عالم کا ہادی و رہنما بنا کر۔ سبحان اللہ والحمد للہ ——! اور ہم عاصیوں کو آنحضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت بنا کر تمام اُمتوں سے بہتر فرمایا۔ قرآن میں ارشاد ہے:

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ط

قربان اس سرکار والاتبار کے ۔

از دست و زباں کہ برآید — کز عہدہ شکرش بدر آید

جَلَّ جَلَالُہٗ وَعَظُمَ شَانُہٗ، اُمتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اول و آخر اور اکثر اظہر ہے جمیع اُمم سابقہ سے۔

گر حمد خدا کا حق ادا کرنا ہے — دل سے ایک بار یا محمد کہیے

بعد حمد درود پاک صلوٰۃ و سلام نامحدود کے بالیقین سزاوار شہنشاہ والا جاہ، دونوں عالم کے پشت پناہ، شافع روز جزا، محبوب خدا محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کیسے مقبول بارگاہ لم یزلی، جن کی وجہ سے کل عالم ظہور میں آیا ہے

اللہ کا حبیب دو عالم کا بادشاہ
تخلیقِ کائنات کا مقصد کہیں جسے

کیسے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم، جن کی شان میں خداوند تبارک و تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ: ”اے میرے نور اور اے بھیدوں کے بھید، اور اے میری معرفت کے خزانے! اور اے محمد میں نے اپنا ملک تم پر فدا کر دیا ہے عرش سے زمین تک تمام مخلوق میری رضا جو ہے اور میں تمہاری رضا کا طلب گار ہوں۔ تصدق اس حبیب خدا محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے

بَلِّغِ اللّٰہُ صَلوٰتِیْ وَسَلَامِیْ اَبَدًا
لِنَبِیٍّ عَرَبِیٍّ مَدَنِیٍّ حَرَمِیٍّ

اسم گرامی:۔ نواب حافظ علی حسین خاں المشہور حافظ صاحبؒ، ابن نواب غلام حسین خاں صاحب، مشہور عام فقیر شاہ صاحبؒ،

وطن شریف:۔ مراد آباد

نسب نامہ

شجرہ مکمل نسبی تفصیلی طور پر لکھنے کے بجائے اصل خصوص پیر و مرشد حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ "خلاصۃ الانساب" و "اخبار الصنادید" لکھا جا رہا ہے۔

مورثِ اعلیٰ

جناب شہاب الدین خاں (عرف گڈے بابا) علاقہ قندھار میں موضع پشین اور شوراوک وطن تھا۔ شہاب الدین خاں کو خاندانِ قادریہ میں بیعت تھی۔ بزرگوں اور درویشوں کے بے حد معتقد تھے۔ برسوں خانقاہوں میں جاروب کشی کی تھی اور بڑے پایہ کے صاحب کرامات بزرگ ہوئے۔ ان کے بیٹے محمود خاں عرف موتی خاں ان کے بیٹے حسن خاں، ان کے سات بیٹوں میں سے مورث سلسلہ جد و سرخیل عزت الدولہ دلاور الملک نواب دوندے خاں بہرام جنگ بہادر (نواب بسولی) (پیدائش ۱۱۱۷ھ اور بعمر ۷۰ سال بقول بعض ۶۸ سال ۱۱۸۵ھ میں بحوالہ "اخبار حسن"

اور "عماد السعادۃ" ۱۱۸۴ھ میں وفات پائی۔

اختصار کی وجہ سے اُن کے تفصیلی حالات چھوڑے جاتے ہیں یعنی نواب دوندے خاں کے تین فرزند محب اللہ خاں، عظیم اللہ[۲] خاں اور فتح اللہ[۳] خاں صاحبان۔ ان میں سے نواب فتح اللہ خاں کے بیٹے نواب مدد علی خاں صاحب کے فرزند حضرت شاہ غلام حسین خاں صاحب المعروف فقیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے پیر و مرشد قبلہ و کعبہ حضرت حافظ شاہ علی حسین[۱] خاں صاحب مشہور عام حافظ صاحبؒ نور اللہ مرقدہٗ (جانشین مجاز سجادہ نشین درگاہ عالیہ حضرت فقیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ) اور حضرت شاہ مدد[۲] حسین خاں صاحب۔ نواب حسن علی[۳] خاں صاحب۔ نواب عنایت[۴] حسین خاں صاحب۔ نواب[۵] ہدایت علی خاں صاحب اور نواب[۶] قاسم علی خاں صاحب، ان میں سے صرف نواب حسن علی خاں کے دو صاحبزادے محمد نبی خاں اور نواب احمد نبی خاں صاحب ہوئے۔ نواب حسن علی خاں کی دختر منجھلی بیگم کے لڑکے صابر خاں کے دونوں صاحبزادے پاکستان چلے گئے۔ نواب محمد نبی خاں صاحب (سرخیل) کے ظہور النبی[۱] خاں، تصویر[۲] منور بیگم، عزیز النبی[۳] خاں (لاولد) آفتاب[۴] بیگم (لاولد) اور عنایت النبی[۵] خاں صاحب ظہور النبی خاں صاحب (سرخیل) کے شہنشاہ[۱] بیگم، حبیب النبی[۲] خاں، حمید النبی[۳] خاں عرف سلطان میاں اور شوکت[۴] جہاں بیگم یہ سب صاحبان پاکستان چلے گئے۔ تصویر منور بیگم صاحبہ (سرخیل) منسوب جناب عبدالغفار خاں صاحب (بریلی) سے ان کے صاحبزادے عبدالستار خاں عرف

گوہر میاں (مرتب نسخہ ہٰذا) کے شہزادی بیگم دختر شاہ جہاں بیگم دختر آمنہ بیگم دختر عزیز بیگم پسر عبد القادر خاں اور عبد المعین خاں

ماموں عنایت النبی خاں صاحب، عرف نواب میاں کے نور الصباح بیگم دختر، نور النبی خاں، حیات النبی خاں، نسیم الصباح بیگم دختر، حمایت النبی خاں اور صفات النبی خاں۔

چھوٹے ماموں احمد نبی خاں صاحب (سرخیل) کے اخلاصی بیگم) لاولد، حامد نبی خاں صاحب۔ نواب بیگم (پاکستان) محمود نبی خاں صاحب، فضل النبی خانصاحب ۱۹۵۰ء میں پاکستان چلے گئے۔

حامد نبی خاں صاحب کے ملکہ بیگم ایک ہی دختر پیدا ہوئی جبکہ دوسرے ماموں محمود النبی خاں سرخیل کے ممتاز جہاں بیگم، سعید جہاں بیگم، حمیدہ بیگم، اور فہمیدہ بیگم وغیرہ دختران ہوئیں۔

نواب محمد نبی خانصاحب

حافظ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے اور مرتب کے نانا ہوتے تھے۔۔
جناب قبلہ وکعبہ محترم المقام حضرت حافظ صاحبؒ سات بھائی تھے۔ ان میں حضرت حافظ صاحبؒ اور شاہ مدد حسین خاں صاحب (عرف عام) مولانا میاں صاحب دو بھائیوں نے شادی نہیں کی تھی۔ سات بھائیوں میں صرف ایک بھائی نواب حسن علی خاں کے دو صاحبزادے محمد نبی خاں میرے نانا اور احمد نبی خاں تھے حضرت حافظ صاحبؒ قدس سرہ العزیز میرے نانا جناب قبلہ محمد نبی خاں صاحب سے برادر زادہ ہونے کے سبب اور دوسرے بھائی بھی بے حد انس و محبت رکھتے تھے خصوصًا حافظ صاحبؒ کی ان پر بے پایاں نظر التفات اور شفقت تھی ایک روز حضرت عم حافظ صاحبؒ نے خود بخود انہیں طلب فرما کر نانا محمد نبی خاں صاحب سے بیعت لی اور جس چٹائی پر تشریف فرما تھے اس پر ہاتھ مار کر کہا: "بیٹے تمہارے لئے اس چٹائی کے نیچے سب کچھ ہے" اوائل عمری میں بیعت ہوئے اپنے وقت سعید میں خلیفہ مجاز اور سجادہ نشین ہوئے۔

نوابی خاندان میں آپ پہلے فرد تھے جو از خود محکمہ پولس میں داخل ہو کر حضرت حافظ صاحبؒ کی دعاؤں کی برکت سے ترقی ہو کر کوتوال امروہہ ہوئے۔ اس کے بعد فیض آباد میں انسپکٹر پولس ہوئے۔ بالآخر ۱۹۱۴ء میں پنشن پائی۔ اس کے بعد نواب حامد علی صاحب والئ رامپور نے آپ کو ریاست میں ہی سپرنٹنڈنٹ پولس مقرر فرمایا۔ جہاں ۱۹۲۴ء تک دس سال سپرنٹنڈنٹ پولس رہے۔

نواب حامد علی خاں صاحب موصوف کی حسن کارکردگی اور خوبیوں سے متاثر تھے اس لئے وہیں جیلر مقرر فرمالیا۔ جہاں سے اعلیٰ شہرت و ناموری اور نیک نامی کے ساتھ ۱۹۳۱ء میں سبکدوش ہوکر مراد آباد آگئے بعدہٗ نواب حامد علیخاں صاحب کا انتقال ہوا، اور نواب رضا علی خاں صاحب گدّی نشین ہوئے۔ نواب محمد نبی خاں صاحب نے یکم جون ۱۹۳۹ء کو انتقال فرمایا۔ جہاں حافظ صاحبؒ کو غسل دیا گیا تھا، اسی جگہ دفن ہوئے۔ ان کی وصیت کے مطابق ان کی اہلیہ محترمہ کو ان کی برابر دفن کردیا گیا اور ان کی برابر ان کے بھائی نواب احمد نبی خاں صاحب کو دفن کیا گیا یہاں حافظ صاحبؒ کی پائنتی کی جانب چہار دیواری قائم کردی گئی۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے میرے ماموں مکرم نواب عنایت نبی خاں صاحب عرف نواب میاں آرام فرما ہیں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس چہار دیواری میں جگہ عنایت کرے۔ آمین

آرام گاہ والدین حافظ صاحبؒ

قبلہ حافظ صاحبؒ کے مزارِ اقدس کے پورب میں ملحق حضرت کے والد محترم آرام فرما ہیں۔ آپ کی مرقد کے متصل چھوٹے بھائی مولانا میاںؒ ہی جنگلے میں آرام فرما ہیں۔

آپ کے مزار شریف کے پچھم کوٹھڑی سے باہر ملحق آپکی والدہ محترمہ آرام فرما ہیں۔ جن کے مزار مبارک پر سائبان کی چادر قاضی عشرت صاحب ہمدرد دواخانہ والوں نے اپنی عقیدت و محبت سے ڈلوائی ہے جو بڑے مخلص و مخیر انسان ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو اس کی جزائے خیر دے۔

حافظ صاحبؒ کی والدہ صاحبہ کے مرقد کے برابر میں لوہے کے دو جنگلے بنے

ہوئے ہیں جس میں خوبصورت پتھر بھی لگے ہوئے ہیں جس کے اندر رشید اور مسعود میرے چھوٹے ماموں آنجناب محمود نبی خاں کے دو بچوں کی قبریں ہیں دونوں بچے اپنی معصومیت اور طفلانہ متانت کی وجہ سے سب کے منظورِ نظر تھے۔ جنگلے کے اوپر شمال میں میری والدہ آرام فرما ہیں۔

مسجد کے ملحق قبریں

بائیں ہاتھ کی جانب راقم کی خالہ آفتاب بیگم کی قبر ہے، اُن کے برابر میں میری ایک بچی کی قبر ہے اور اُس کے سرہانے میرے چھوٹے ماموں محمود نبی خاں کی اور اُن کے برابر میں میرے والد عبد الغفار خاں کی قبر ہے، خدا ان سب کی بخشش فرمائے۔ آمین

قدم شریف

آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم شریف ہر مسلمان کے لئے اہمیت کا حامل ہے، جس کی زیارت سے ہر صاحبِ ایمان کو روحانی بصیرت حاصل ہوتی ہے۔ حافظ صاحبؒ کے مزار کے شمال میں کوٹھڑی کے باہر بائیں جانب کمرے میں پیارے نبی حضرت محمد صلعم کا قدم شریف محفوظ ہے، جس کی زیارت عرس کے موقع پر کرائی جاتی ہے۔

خرقہ خلافت

شجرۂ بیعت لکھا جا چکا ہے۔ ذیل میں ایک نکتہ آمیز مسئلہ لکھا جاتا ہے۔ یقیناً ارباب طریقت واہل ذوق و حال کے لئے سبق آموز ہے۔

یہ بات لائق ذہن نشینی ہے کہ چونکہ حضرت فقیر شاہ صاحبؒ (والد) اور حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (بیٹے) دونوں ایک ہی مرشد حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور خلیفہ مجاز ہوتے۔ باپ بیٹے کے رشتہ اور بزرگی خوردی کے مرتبہ کو ملحوظ فرماتے ہوئے پیرومرشد نے اپنے، بیٹے صاحبؒ کو تلقین فرمائی کہ وہ سلسلۂ چشتیہ میں اپنے والد بزرگوار سے رجوع کریں چنانچہ حافظ صاحبؒ کو سلسلۂ چشتیہ میں اپنے والد حضرت فقیر شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ سے خرقہ خلافت عطا ہوا، یعنی اس طرح یہ اپنے والد صاحبؒ قبلہ کے خلیفہ مجاز، جانشین ہوئے۔ بایں صورت قبلہ وکعبہ والد صاحب اور پسر سعید ومجید کے درمیان رتبہ بزرگی وعظمت کا احترام واکرام بہت قوی ہوگیا اور التباس کو جگہ نہ رہی۔ بعدہٗ درگاہ شریف (حضرت فقیر شاہ صاحبؒ) کے سجادہ ومسند نشین ہوتے۔ الحمدللہ تاحال خانوادگان (اولادِ حقیقی وقریبی میں) سلسلۂ سجادگی مسند نشینی بحسن وخوبی اور نیکنامی کے ساتھ جاری وساری ہے۔ احقر بھی اس عزت سے سرفراز ہے۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللهِ۔

ادب و احترام

حضرت حافظ صاحبؒ علیہ الرحمہ کا ہر وقت مطمح نظر اور دلی آرزو یہ رہتی کہ کوئی بھی کام یا بات ایسی نہ ہو کہ جس سے قبلہ وکعبہ و مکرم معظم جناب والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے مرتبہ ودرجہ کے پیش نظر کسی امر میں کسی کو کوئی فوقیت محسوس ہو، ہر لمحہ احترام پدری و مرشدی ملحوظ رکھتے۔

حضرت حافظ صاحبؒ کے مزار شریف پر گنبد بنا ہوا تھا اور آپ کے والد حضرت فقیر شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے حجرۂ مزار شریف پر صرف چھت ہی تھی۔ اللہ کی شان کہ وہ چھت اتفاقاً گر گئی۔ معتقدین کے دل میں قدرتاً جذبہ پیدا ہوا کہ آپ کے مزار شریف پر آئندہ چھت کے بجائے گنبد ہی تعمیر ہو، آپ کے سلسلہ سے وابستہ مین پوری والے حامد علی شاہ صاحب نے تعمیر کی ابتدا کرادی، موصوف ازراہ عقیدت وحب مرشدی دوران تعمیر راج مزدوروں کے ساتھ بہ نفس نفیس ان ہی کی طرح کام کرتے تھے مراد آباد کے کال بھائی ایکسپورٹر و باری میاں اور انوار میاں و دیگر حضرات معتقدین کی کوشش وتندہی سے گنبد خاطر خواہ تعمیر ہوگیا۔ اب شانِ خداوندی دیکھئے کہ نو تعمیر گنبد حافظ صاحبؒ کے گنبد کے مقابلہ بہر نقطہ نظر، بہ لحاظ فن تعمیر، خوبصورت اور شاندار تعمیر ہوا۔ اور حافظ صاحبؒ کی خواہش دلی پوری ہوئی کہ وہ یہی چاہتے تھے کہ ہر طرح اُن کے والد مرشد نور اللہ مرقدہٗ کی بزرگی وبرتری کے تحت ان ہی کی عظمت وفوقیت پیش رہے۔ احقر کو یقین ہے کہ تعمیر گنبد کا واقعہ بھی حضرت حافظ صاحبؒ کی ایک کرامت ہی تھی۔

انعقادِ عرس

انعقادِ عرس کی تعیینِ تاریخ کا مسئلہ بھی حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آرزوئے قدیم اور سعادتمندی فرزندانہ اور رمزِ طریقت کا ہی ایک جزوِ حسین ہے۔

تاریخ وصال حضرت فقیر شاہؒ ۱۳ شوال المکرم ۱۲۷۰ھ

تاریخ وصال حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پانچ رمضان المبارک ۱۲۹۷ھ، مطابق ۱۸۸۰ء

چنانچہ فقیر شاہ صاحبؒ کا عرس شریف ۱۱، ۱۲، ۱۳ شوال کو ہوتا ہے۔
حضرت حافظ صاحبؒ اپنی حیات میں انہیں تاریخوں پر اپنے والد صاحب قبلہ کے عرس کا بہ اہتمام و انتظام خود انعقاد فرماتے تھے۔ اب تک بدستور سابق ان ہی تاریخوں میں عرس ہوتا چلا آرہا ہے، بلکہ حافظ صاحبؒ کی تاریخ وصال پانچ رمضان کو صبح کو قرآن خوانی میلاد شریف شام کو عصر تا مغرب قوالی اور قل شریف روزہ افطار اور بعد نمازِ مغرب حلقہ شریف ہوتا ہے۔

عرس حضرت فقیر شاہ قدس سرہٗ العزیز — نظام الاوقات مراسمِ خیر و برکت

۱۱، ۱۲، ۱۳ شوال کو حسب سابق ہوتا چلا آیا ہے۔ تینوں روز صبح کو قرآن خوانی اور شام کو عصر و مغرب کے درمیان قل شریف اور بعد مغرب حلقہ ہوتا ہے۔ اور تینوں روز رات کو بعد عشا تا وقت مناسب قوالی ہوتی ہے۔ البتہ ۱۳ شوال کو بعد نماز عصر آقائے دوجہاں کے قدم شریف کی زیارت کرائی جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشِ قدم پتھر پر ہے جو زیارت کے لئے اسی تاریخ اور وقت پر نکالا جاتا ہے بعد مغرب سے قبل آخری قل شریف ہوتا ہے

منگل کو فاتحہ مزار شریف

منگل کے روز کارخانوں، دوکانوں کی تعطیل رہتی ہے اور بازار بند رہتا ہے ۱۹۶۳ء تک اکا دکا لوگ مزار شریف پر حاضری دیتے تھے۔ عبدالباری صاحب گھڑی والے اور انوار صاحب اس روز حاضری دینے میں قدیم ہیں۔ انہوں نے ۱۹۶۳ء سے اپنی کوششوں سے لوگوں کو منگل کے روز حاضری دینے کا سلسلہ شروع کیا۔ اللہ نے کرم کیا میرے نانا و پیرو مرشد کا وصال بھی اُسی روز ہوا تھا۔ حافظ صاحبؒ کا ان پر یہ فیض ہوا کہ اس روز فاتحہ و نذر و نیاز و قوالی کا یہ سلسلہ عصر و مغرب کے درمیان چلتا ہے اس میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوتے ہیں۔

بجلی کی روشنی

سرکاری طور پر جب بجلی کا سلسلہ گلاب باڑی تک آگیا تو خادمانِ درگاہِ عالیہ نے پوری کوشش کر کے مزار شریف تک مزید کھمبے لگوا کر اندر تک بجلی کی روشنی حاصل کی۔ اس سلسلے میں محترمی عبد الباری میاں گھڑی والے پیش پیش رہ کر ساعی و کوشاں رہے جن کے لئے مرتب دل سے دعا گو ہے یقیناً باری میاں صاحب نے دائماً اپنی قبر میں فراخی اور روشنی کا انتظام فرما لیا۔ بجلی لگوانے میں فراہمی سامان کا تمام خرچ برداشت کیا۔ یہاں تک کہ ماہواری خرچ (بل وغیرہ) خود ہی برداشت فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر سے نوازے —
الحمد للہ اب مزار شریف پر برقی روشنی کا معقول انتظام ہے —
جزاک اللہ۔

حضرت حافظ صاحبؒ کے خلفائے کرام

حضرت حافظ صاحبؒ کے بہت خلیفہ ہوئے مگر راقم اپنی واقفیت و معلومات معتبر کے تحت ذیل میں چند خلفاء کا ذکر اور کچھ متعلقہ واقعات ضبط تحریر میں لا رہا ہے۔

۱۔ صوفی سید محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ کشش روحانی، کرامت فقیری۔

محترمی صوفی سید محبوب حسین صاحب (خلف الرشید حضرت صوفی سید مشہود حسین صاحب) نے یہ واقعہ بیان کیا۔ یہ صوفی مشہود حسین صاحب مرحوم صوفی محمد حسین شاہ کے داماد اور خلیفہ مجاز تھے۔ اصل امر قدرتی یہ ہے کہ صوفی محمد حسین صاحب ایک متمول زمیندار خاندان کے ہوتے ہوئے فقیری و درویشی مسلک کی طرف مائل و راغب تھے اور کسی شیخ سے بیعت ہونے کے خواہش مند تھے۔ چنانچہ یہ حضرت حافظ صاحبؒ کی خدمت میں آنے لگے۔ ان کے والد کو یہ آمد و رفت پسند نہ تھی۔ ان کو گوارا نہ تھا کہ دولتمند خاندان کا بیٹا فقیر بن جائے۔ اس لئے وہ اس آمد و رفت میں مانع و مزاحم ہوئے۔ بیٹے نہ مانے جب یہ معاملہ زیادہ بار خاطر ہوا اور صوفی صاحب باز نہ آئے تو ان کے والد گھر سے لاٹھی لے کر حافظ صاحبؒ کو مارنے کی غرض سے چلے۔ کچھ آگے چل کر راہ میں دیکھا حافظ صاحبؒ معہ چند مریدوں کے چلے آ رہے ہیں۔ جونہی حافظ صاحبؒ کی نظر جادو اثر صوفی صاحب کے والد پر پڑی، خدا کے بھید خدا ہی جانے کون سی مقناطیسی طاقت بروئے کار آئی کہ انہوں نے لاٹھی تو ایک طرف پھینکی اور حافظ صاحبؒ کے قدموں پر جا پڑے کہنے لگے پہلے

مجھے مرید کر لیجئے۔ بعد کو لڑکے کو بیجئے چنانچہ اولاً وہ اور بعد کو صوفی صاحب داخلِ بیعت ہوئے۔ صوفی محمد حسین شاہ صاحبؒ اپنے وقت میں سلسلہ کے بڑے جلیل المرتبت خلیفہ مجاز ہوئے۔ بڑے پابندِ شریعت اور صاحبِ طریقت تھے مرشد کے فیض و التفات، علوم ظاہری و باطنی سے پوری طرح فیضیاب ہوتے دور و نزدیک کثیر التعداد مرید ہونے کی وجہ سے مشہور تھے۔ کسی بزرگ نیک نے صوفی صاحبؒ سے دریافت کیا کہ اس وقت تو بہت اہل اللہ درویش موجود تھے آپ حافظ صاحب کے مرید کیوں ہوئے؟ جواب میں کہا کہ دل پر اثر کرنے والی پرکشش روحانی طاقت اور موہ لینے والی نظر حافظ صاحبؒ جیسی کہیں اور نہ پائی۔ نگاہ ایسی دل دوز اور پر تاثیر کہ ایک آن میں صاحبِ حال و قال بنا دیتی۔

حضرت صوفی صاحبؒ موصوف کے میرٹھ، مین پوری، دیگر مقامات، پنجاب، پاکستان میں صاحبِ حال خلیفہ ہوئے ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں مریدین کئے۔ انشاء اللہ سلسلہ کافی تر وسیع ہے۔ سبق ہے۔ کہاں دولت مندی اور کہاں فقیری۔ کیفؔ مرحوم کا ایک حسب کیفیت شعر ؏

گدائے درِ پاک جاناں بنا کر
مجھے کیفؔ بخشی گئی بادشاہی

۲۔ صوفی حضرت احمد حسین شاہ عرف گھیرے والے میاں صاحبؒ

احمد حسین صاحب مراد آباد سے قریب ایک بہت بڑے قصبہ پاکبڑہ کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد نور احمد صاحب حافظ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

کے والد و مرشد فقیر شاہ صاحبؒ سے بیعت تھے۔ ان سے حافظ صاحبؒ قبلہ نے فرمایا کہ "تمہارے لڑکا ہوگا وہ ہمارا ہوگا"۔ چنانچہ جب یہ احمد حسین صاحبؒ پیدا ہوئے۔ دس گیارہ سال کی عمر کو پہنچے تو ان کو حافظ صاحبؒ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے اپنے پاس رکھ کر لکھنا پڑھنا سکھایا۔ دن میں بکریاں چرانے کی خدمت پر مامور رہتے۔ مرشد کی محبت و شفقت اور توجہ۔ وقت کے مانے ہوئے نیکوکار ہوئے۔ انہیں سے متعلق ذیل کا پُراثر واقعہ ملاحظہ ہو۔

واقعہ

حسنِ اتفاق کہ حضرت حافظ صاحبؒ کا بریلی جانا ہوا۔ وہاں آپ کے ایک مرید خاص جناب نور احمد صاحب جو موضع واقعہ تھانہ امریہ ضلع پیلی بھیت کے زمیندار تھے۔ آپ کو اپنے موضع لے گئے۔ یہاں حضرت جنگل کی طرف تشریف لے گئے۔ یہ جگہ ۲ میل کے فاصلہ پر تھی۔ یہاں جنگل میں ایک جگہ پاکھڑ کے درخت کے نیچے ایک شیر اور شیرنی اپنے بچوں سمیت بیٹھے نظر پڑے۔ جیسے ہی حافظ صاحبؒ ان کے قریب ہوئے دیکھتے ہی شیر و شیرنی نے مع بچوں کے جنگل کی راہ لی۔ حضرت کو یہ جگہ بہت پسند آئی۔ یہ جگہ چاروں طرف ندی اور نالوں سے گھری تھی "گھیرا" کے نام سے مشہور عام ہوگئی۔ جب حضرت حافظ صاحبؒ نے اس جگہ سے متعلق پسند کا اظہار فرمایا تو زمیندار نے کہا "حضور کے نظر ہے"۔ واپسی مراد آباد پر حضرت نے گھیر پیپل رامپور والے سید جعفر شاہ سے فرمایا "تم وہاں چلے جاؤ"۔ وہ خاموش رہے۔ پھر حاضر مریدین سے یہی سوال کیا "اس جنگل میں جانا کون پسند کرتا ہے؟" سب خاموش

رہے احمد حسین صاحب (منظورِ نظر حافظ صاحبؒ) نے مؤدب کھڑے ہو کر عرض کیا "میں حاضر ہوں"، اس پر حافظ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بھائی مولانا میاں صاحبؒ سے فرمایا کہ جب یہ بڑے ہو جائیں تو ان کو وہاں بھیجدینا چنانچہ حافظ صاحبؒ کے وصال کے بعد مولانا میاں صاحبؒ نے ان کے پگڑی باندھی اور وہاں کے لئے روانہ فرمایا۔ یہ روانہ ہو کر وہاں کے زمیندار کے پاس پہنچے اور کیفیت بیان کی۔ زمیندار صاحب ان کو اس جنگل میں اُس جگہ پر لے گئے جہاں پر شیر موجود تھا۔ فوراً، احمد حسین صاحب کو دیکھ کر شیر نے راہِ فرار اختیار کر لی۔ اور انہوں نے اس جگہ پر قیام فرمالیا۔ وہ زمیندار صاحب ان کو وہاں چھوڑ کر واپس آگئے۔ ۴، ۵ روز بعد جب انہیں دیکھنے گئے تو ان کو یادِ الٰہی میں مشغول پایا۔ دریافت کیا کہ آپ نے کاہے پر گزر کی۔ فرمایا گولر وغیرہ کافی تھے۔ اُن زمیندار صاحب نے اس جگہ ایک کوٹھری بنوادی۔ اس کے بعد علی حسین صاحب بریلوی (احمد حسین صاحب کے مرید) نے وہاں مسجد تعمیر کرائی اس طرح وہاں آبادی ہوگئی، کافی عمارتیں بن گئیں۔ صوفی احمد حسین صاحبؒ نے اپنے مربی و پیر و مرشد کے ارشادِ گرامی کے مطابق مستقلاً وہیں رہائش اختیار فرمائی۔ آپ نے شادی نہیں کی پوری عمر عبادت و ریاضت اور یادِ الٰہی میں گزاری۔ لاکھوں کو راہِ راست دکھائی۔ اور راہِ سلوک پر پہنچایا۔ فیض روحانی سے مالامال کیا۔ آپ کو گھیرے والے میاں صاحب کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

راقم مرتب نے اوائل عمری میں میاں صاحب کو جب وہ حافظ صاحبؒ قبلہ کے عرس پر تشریف لایا کرتے تھے بہت اچھی طرح دیکھا تھا۔ خوب یاد ہیں —

واللہ باللہ کیا صورت نورانی اور سیرت باکمال پائی تھی۔ ایثار و رضا کے مجسمہ تھے انکساری اور عجز میں خود آپ اپنی مثال تھے۔ پاس بیٹھنے والے کا دل اُن کی طرف کھنچتا تھا۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کے بھتیجے صوفی فدا حسین صاحبؒ آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بھائی امداد حسین صاحب آج کل سجادہ درگاہ ہیں۔ احمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مُرید محلہ قانون گویان میں ماسٹر عبدالغفور صاحب رہتے ہیں۔ ماشاء اللہ سو سال کا سن ہے۔

۲۔ خلیفہ پیرجی وزیر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ایک خاص واقعہ

حضرت حافظ صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہٗ کے ایک خلیفہ پیرجی وزیر علی شاہ صاحبؒ مشہور عام "دُنبہ والے میاں صاحب"، چونکہ ان کی گردن پر ایک دُنبہ خشک یا رسولی جیسی ایک چیز تھی۔ اسی وجہ سے یہ دُنبے والے میاں صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ پیرجی نے نوّے سال کے قریب عمر پائی۔ محلہ کسرول میں مزار ہے۔ ان کے ایک مُرید ماسٹر مختار صاحب متوطن قصبہ ڈھنورہ ضلع مرادآباد نے اپنے میاں صاحب سے حضرت حافظ صاحب سے متعلق یہ واقعہ بیان کیا ماسٹر مختار صاحب بعمر اٹھارہ سال پیرجی صاحب سے مُرید ہوئے۔ ان

سے کسی صحبت میں پیرجی صاحب نے یہ واقعہ یوں بیان فرمایا:

ایک موقع پر خلیفہ پیرجی صاحب مذکور اور کچھ دیگر مُریدین بشرف ہمراہی حضرت حافظ صاحبؒ شہر کے شاہ ولایت حضرت شاہ بُلاقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری کا ارادہ فرمایا۔ شاہ بلاقی صاحبؒ کا مزار آبادی سے جانب شمال و غرب دریائے رام گنگا کے کنارے واقع ہے۔ اسی دریا کے کنارے آبادی سے جانب شرق حضرت مرشد قبلہ فقیر شاہ صاحب علیہ الرحمۃ (والد بزرگوار حافظ صاحبؒ) کا مزار محلہ کٹ گھر میں واقع ہے۔ یعنی شاہ فقیر صاحبؒ کے مزار سے شاہ بُلاقی صاحبؒ کے مزار تک دریا دریا ایک خوشگوار راستہ ہے، جن دنوں کا واقعہ ہے دریا طغیانی پر تھا۔ مزار شاہ بلاقیؒ پر فاتحہ و ایصال ثواب سے فراغت کے بعد واپسی کے موقع پر حافظ صاحب قبلہؒ نے اپنے خلیفہ (پیرجی صاحب) سے فرمایا "تم دریا دریا پہنچو، ہم ادھر سے سڑک سڑک آتے ہیں۔ خلیفہ صاحب تیرنا نہیں جانتے تھے مگر مرشد کے حکم کی تعمیل لازم جان کر بنام خدا دریا میں قدم رکھ دیا۔ حضرت حافظ صاحبؒ مع مُریدین براہِ سڑک واپس کٹ گھر آستانہ عالیہ پہنچ گئے۔ کچھ دیر بعد دیکھا خلیفہ صاحب دریا کی طرف سے چلے آرہے ہیں۔ موقع پاکر ساتھیوں نے خلیفہ صاحب سے پوچھا۔ کہئے کیا گزری؟ جواباً کہا بھائی مجھے تو حافظ صاحبؒ قبلہ نے اپنے کاندھوں پر بٹھا کر پہنچایا۔ میرا تو کُرتا تک نہ بھیگا۔ سُبحان اللہ واہ واہ کیا کرامت۔ کشش و تصرف مرشدانہ کس طرح بروئے کار آئے۔

اللہ کی باتیں اللہ والے ہی جانیں۔

دوسرا واقعہ

ان ہی خلیفہ صاحب کا واقعہ یہ بھی ان کے مُرید ماسٹر مختار صاحب نے بیان کیا۔ بنظائر لائق غور۔

ایک روز کوئی خادم حافظ صاحبؒ سے یہ سوال کر بیٹھا کہ "سرکار پیر کا کیا کام ہے اور مُرید کا کیا کام ہے؟ حافظ صاحب قبلہ نے فرمایا "اس کا جواب ہم صبح کو دیں گے۔ صبح ہوئی تو حضرت قبلہ نے ایک پرچہ لکھا۔ اور ان مُرید صاحب کو یہ پرچہ دے کر رامپور پیر و مرشد کی خدمت میں لے جانے کو فرمایا۔ چنانچہ وہ پرچہ لے کر روانہ ہوئے، رامپور پہنچ گئے۔ رامپور بازار نصر اللہ خاں میں طوائفوں کے بالاخانے تھے۔ ایک بالاخانہ پر مجُرا ہو رہا تھا۔ آواز آئی یہ کوٹھے پر چڑھ گئے۔ مجرے میں رؤسائے شہر و عمائدین بیٹھے تھے۔ یہ بھی ایک طرف کونے میں بیٹھ گئے۔ گانا ختم ہونے کے بعد سب لوگ چلے گئے یہ وہیں پر بیٹھے رہے طوائف نے دریافت کیا "میاں صاحب آپ کیسے بیٹھے رہ گئے" انہوں نے کہا "تجھ پر میرا دل آگیا ہے۔ تجھ سے وصل چاہتا ہوں۔ طوائف تیار ہوگئی جب یہ طوائف کی طرف بڑھے تو ان کے منہ پر دائیں رُخسار پر ایک غیبی طمانچہ پڑا مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور یہ دست درازی پر آمادہ رہے کہ دوسرے گال پر بھی طمانچہ پڑا اس کا یہ اثر ہوا کہ یہ اُسی حالت میں بدحواس نیچے کو بھاگے۔ طوائف بھی اُن کے پیچھے پیچھے بھاگی۔ یہاں تک کہ صوفی صاحب کسی طرح رام پور سے مرادآباد خدمتِ مرشد میں پہنچ گئے اور پیچھے سے وہ طوائف بھی پہنچ گئی۔ چنانچہ حافظ صاحبؒ نے طوائف کو طلب فرما کر دونوں کا نکاح کرادیا۔

اس کے بعد یہ دونوں شوہر بیوی کی طرح پابندی شریعت، نکوکاری اور عبادت گزاری کے ساتھ زندگی گزارا کئے۔ پیر و مرشد حافظ صاحبؒ نے فرمایا کہ دیکھا بھائی مرید کا کام یہ ہوتا ہے۔ اور یہ کام پیر کا ہوتا ہے۔

تیسرا واقعہ

اس واقعہ کے راوی بھی ماسٹر صاحب مذکور ہی ہیں۔

ایک بار یہ حافظ صاحبؒ کے عرس کے لئے اپنے پیر و مرشد وزیر علی شاہ صاحبؒ کے ساتھ مع دیگر برادرانِ طریقت و سلسلہ روانہ ہوئے۔ درمیان راستے میں کچھ کتے ملے۔ پیر جی نے اُن سے سلام علیک کی۔ آگے چل کر کچھ سفید پوش لوگ ملے جو حافظ صاحبؒ کے عُرس سے واپس آرہے تھے۔ اُن سے بھی پیر جی صاحبؒ نے سلام علیک کی اور مصافحہ کیا اور آگے بڑھ گئے۔ کچھ آگے جا کر ماسٹر صاحب نے اپنے پیر و مرشد پیر جی سے پوچھا کہ یہ دونوں کون لوگ تھے۔ فرمایا کہ یہ جنّات ان کے پیر بھائی تھے۔

چوتھا واقعہ

بروایت ماسٹر صاحب مذکور۔ انہوں نے اپنے پیر و مرشد سے سُنا اس طرح بیان کیا —— ایک مرتبہ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کٹگھر سے اپنے بھائی نواب حسن علی خاں صاحب سے ملاقات کے لئے اپنے آبائی مکان حویلی نواب دوندی خاں صاحب واقع محلہ بازار دیوان مرادآباد تشریف لے گئے۔ حویلی میں پہنچ کر اپنے نوزائیدہ بھتیجے محمد نبی خاں صاحب کو دیکھا

آغوشِ مبارک میں لے کر پیار کیا۔ اور جوشِ محبت میں فرمایا بھتیجے تجھے اپنا سا بناؤں۔ یہ سُن کر ان کے بھائی نواب صاحب نے برجستہ نوابوں کے انداز کے ساتھ کہا کہ اس طرح فقیر بنانے کے۔ بجائے دُعا کیجئے کہ یہ خوب پھلے پھولے اور پولس افسر بنے۔ چنانچہ حافظ صاحبؒ نے دُعا فرمائی کہ جا اللہ تجھے پولس افسر بنائے اور اس کی اولاد کو بھی۔ چنانچہ دُعا کی برکت و اثر کہ یہ خاندان کے پہلے فرد ہوئے جو محکمہ پولس میں ملازم ہوئے۔ تفصیلی حالات لکھے جا چکے ہیں۔ ان کے صاحبزادگان میں تین صاحبزادگان ظہور النبی خاں صاحب، عزیز النبی خاں صاحب اور عنایت نبی خاں صاحب پولس افسر ہوئے۔ عزیز النبی خاں صاحب کو اعلیٰ شجاعت و بہادری کے ساتھ کارگزاری کے صلہ میں بادشاہ کا میڈل (تمغہ) ملا

احقر مؤلف دختر زادہ یعنی نواسے کو مثل اولاد سایۂ عاطفت میں پرورش فرمایا، تعلیم و تربیت کی دولت سے مالا مال کیا۔ اسی دُعا کی کارفرمائی، برکت و فیض، احقر پولس میں ملازمت کے بعد تھانیداری سے بتدریج ترقی کرتا ہوا عہدۂ معزز ایس ایس پی اور بعد کو پولس ٹریننگ کالج مراد آباد کے اسسٹنٹ پرنسپل کے ممتاز عہدہ پر فائز ہوکر فرائض متعلقہ بہت خوبی اور نیک نامی کے ساتھ انجام دے کر ۱۹۷۳ء میں ریٹائر ہوا۔ محکمہ میں نمایاں خدمات انجام دینے کے صلہ میں پریسیڈنٹ پولس میڈل حاصل ہوا۔ تجربہ اور علمی دلچسپی کے تحت قانونی کتابیں افسران، ملازمانِ پولس کے استفادہ اور استفاضہ کے لئے شائع کیں۔ یہ سب اللہ کا کرم اور میرے میاں حافظ صاحب کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ اس نے عزت و توقیر عطا فرمائی۔

والدہ محترمہ **احقر کو چار ماہ کا چھوڑ کر** انتقال فرما گئیں۔ انتظامِ قدرت اللہ کی شان دیکھئے نانی صاحبہ کی گود میں اس وقت ایک شیر خوار دُختر تھی محترمہ نانی صاحبہ نے مجھے بھی ان کے ساتھ دودھ پلایا اور پالا۔ گویا وقتِ شیر خواری سے نانا صاحب قبلہ اور نانی صاحبہ کے آغوشِ محبت اور سایۂ عاطفت میں تربیت پائی۔ چنانچہ دونوں مجھ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ ہوش پا کر میں نے نانی صاحبہ سے عرض کیا کہ میں میاں قبلہ (نانا صاحب) سے مرید ہونا چاہتا ہوں انہوں نے میاں قبلہ سے ذکر کیا۔ میاں قبلہ نے فرمایا کہ بیٹا تو ہمارا مُرید ہی ہے۔ اسی روز سے میں اپنے آپ کو میاں قبلہ کا مرید ہونا خیال کرتا ہوں۔ میاں قبلہ نانا صاحب مدظلہ العالی احقر سے بے پناہ محبت فرماتے تھے حتیٰ کہ وقتِ آخر تک یاد فرماتے رہے۔ بار بار گوہر گوہر زبان پر آتا تھا۔

ایک پُر اثر واقعہ

شاہ جہاں پور کے ایک صاحب سیف اللہ خاں صاحب کے مُرید ہونے کا واقعہ اس طرح ہے کہ یہ ریاست رامپور میں فوجی سواروں میں ملازم تھے۔ اچھے شہسواروں میں تھے چنانچہ چند سواروں کو ساتھ لے کر ڈاکہ ڈالنے نکل جاتے۔ فوجی رسالے کی گنتی کے وقت موجود رہتے تھے ایک شب ڈاکہ زنی میں پکڑے گئے ساتھی بھاگ نکلے آخر کار قید ہو گئی اس کی اطلاع بہن کو ہوئی تو وہ تلاش کرتی ہوئی ریاست ٹونک آ پہونچی بہن کھانا پکانے میں کمال رکھتی تھی حسنِ اخلاق کے زیور سے آراستہ تھی بھائی کی محبت کی جد و جہد سے محل میں نوکری حاصل کر لی کسی تقریب کے موقعہ پر نواب صاحب

اور بیگم صاحبہ نے ملازمین کو انعام واکرام سے نوازا۔ اچھا کھانا پکانے کے صلہ میں اسے بھی انعام دینا چاہا۔ انہوں نے کہا، خدا کا دیا میرے گھر سب کچھ ہے، میرا بھائی آپ کے یہاں قید ہے۔ ان کی رہائی کے لئے خدمت میں آپڑی ہوں بھائی کو رہا کر کے میرے ساتھ کر دیجئے۔ بیگم صاحبہ کی سفارش پر سیف اللہ خاں کو رہا کر کے معقول انعام واکرام کے ساتھ دونوں کو رخصت کیا۔ یہ واپس رامپور آگئے۔ یہاں ان کے دل میں خود بخود حافظ صاحبؒ سے مرید ہونے کا خیال پیدا ہوا مراد آباد پہنچ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حافظ صاحبؒ نے انہیں دیکھا اور فرمایا "سیف اللہ خاں مرید ہونے آئے ہو۔ جواب دیا "جی حضور"، سامنے ایک مہترانی گندگی کی ٹوکری لئے نظر پڑی۔ فرمایا، ٹوکری اُتار کر اپنے سر پر رکھ کر شہر کا گشت کر کے ہمارے پاس آؤ۔ حضرت حافظ صاحب کا حکم ملتے ہی سیف اللہ خاں نے اس کے سر سے ٹوکری اُتاری اور اپنے سر پر رکھ کر شہر کا رُخ کر لیا۔ مہترانی شور مچاتی رہ گئی، انہوں نے ایک نہ سُنی۔ سر پر ٹوکری رکھ کر شہر کا گشت کر کے شام کو حاضر ہو گئے۔ مرشد قبلہ نے مریدوں کی جانب رُخ کرتے ہوتے حکم دیا۔ انہیں غسل کراؤ۔ نیا لباس پہناؤ اور میرے پاس لاؤ — ایسا ہی ہوا۔ پھر حضرت حافظ صاحبؒ نے انہیں مرید کیا۔ اب کیا ہوا۔ ایسے بدل گئے کہ یہ وہ سیف اللہ خاں نہیں رہے۔ اب تو یہ اللہ کی تلوار نہایت تابناک اور آبدار تھی۔ تمام عمر عبادت اور یاد اللہ میں گزاری۔

احقر مُرتب نے انہیں اپنی ابتدائی عمر میں دیکھا تھا۔ نانا محمد نبی خاں صاحب قبلہ جب رامپور میں سپرنٹنڈنٹ پولس تھے۔ ان دنوں کافی عرصہ ان کے پاس

رہے۔ مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے گھرانے کے ہر خورد و کلاں سے محبت رکھتے اور عزت کرتے تھے۔ حافظ صاحبؒ کے مخلص اور محب مرید تھے۔ اللہ مغفرت فرمائے۔

ایک خاص واقعہ
مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ

کچھوچھہ شریف کے سجادہ حضرت اشرفی میاں صاحب کو دُعائے سیفی کی تعلیم اور حصول اجازت کا بڑا شوق اور تجسس تھا۔ یہ حضرت حافظ صاحبؒ سے اجازت چاہتے تھے۔ کئی مرتبہ رجوع کیا۔ لیکن حافظ صاحبؒ ہر مرتبہ دوسرے وقت کے لئے موقوف کر دیتے۔ اجازت نہ ہوئی آخر کار اشرفی میاں ناکامی سے تنگ آکر یہ تہیہ کر کے مراد آباد آئے کہ اگر اس مرتبہ حافظ صاحبؒ نے اجازت نہ دی تو اُن کا کام تمام کر دوں گا۔ مراد آباد اسٹیشن پر اترے۔ تانگہ والے سے کہا "کٹ گھر حافظ صاحبؒ کے یہاں لے چلو۔ تانگہ والے نے بتایا کہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا آج ہی وصال ہو گیا۔ پس یہ فاتحہ پڑھ کر واپس ہو گئے، پھر انہوں نے کسی وقت اپنے کسی ملنے والے کو خط میں لکھا کہ اگر حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مجھے اس دُعا کی اجازت ہو جاتی تو گویا مجھے حافظ صاحبؒ کے دم سے دین و دنیا دونوں مل جاتیں۔ میں نے حافظ صاحبؒ میں جو جادو اثری دیکھی کہیں اور نہ پائی۔ رمز فقیر اور راز درویشی۔ بس رموزِ عاشقاں عاشق بدانند۔

۴ - خلیفہ شاہ جی عنایت شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حافظ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے ایسے واحد خلیفہ ہیں، جن کو اللہ جل شانہٗ نے ان کے پیر و مرشد آستانہ عالیہ میں آرام گاہ دے کر عزت بخشی۔ حافظ صاحبؒ کے بڑے شیدائی و فدائی تھے۔ آپ کا مزار شریف احاطہ درگاہ شریف میں حافظ صاحبؒ کے مزار کے جانب غرب چبوترہ پر زیرِ درخت ہے جو مرجع عام و خاص ہے پیران کرام رحمہم اللہ اجمعین کا قرب بارانِ رحمت و انوار ہوتی رہتی ہے۔

خلیفہ شاہ جی صاحب اپنے شیخ حافظ صاحبؒ کی خدمت و رضا جوئی کے بندے تھے۔ ان کے ایک خلیفہ حضرت فدا حسین شاہ صاحب تھے جو باتباعِ شیخ پیرانِ طریقت حضرت فقیر شاہ صاحب اور حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہم سے بے پناہ محبت و عقیدت رکھتے اور اچھے محبِ صادق تھے۔ فدا حسین شاہ کے بیٹے اور خلیفہ قربان حسین شاہ بڑے پاکباطن، متقی اور نیک خو درویش تھے صاحبِ حال و قال، عبادت گزار، اور شب بیدار فقیر تھے۔ ذکر و فکر میں بڑا شغف تھا۔ حلقہ اور ذکر میں بڑی پُر درد و پُر کشش ضرب لگاتے۔ سننے والوں کا دل کھنچنے لگتا۔ حافظ صاحبؒ قبلہ سے پُر خلوص عقیدت و محبت تھی۔ عرس شریف کے موقع پر جسم و جان سے خدمات انجام دیتے۔ خصوصاً جاروب کشی، فرش فروش شامیانوں کی ایستادگی و درستی وغیرہ جیسی خدمات بڑے ذوق و شوق اور تندہی کے ساتھ انجام دیا کرتے۔ الغرض ہر نوع خدمت گزاری میں دلی فخر و مسرت محسوس کرتے تھے۔ خانوادگان اور تمام خاندانی حضرات کا بدرجہ اتم عزت و احترام

کرتے تھے۔ بڑی خوبیوں اور درویشانہ صفات کے حامل و مالک

حضرت فدا حسین شاہ صاحب اور قربان حسین شاہ صاح
محلہ پیرزادگان ضلع مرادآباد کے ساکن تھے۔ یہیں قصبہ میں ا
باغ میں دونوں باپ بیٹوں کے برابر برابر مزارات ہیں۔

رامپور اور دوسرے مقامات کے سوا مرادآباد کے مریدوں
ایک فقیر دوست، خوش اعتقاد آدمی ہیں۔ دورانِ عرس اپنے مرشد
صاحب کے پیش گاہ دوش بدوش رہ کر خدمات انجام دیا کر
رکھتے ہیں۔ بہت عرصہ عرس کے دنوں میں جناب ماموں نواب
صاحب قبلہ مرحوم کی حیات میں اور ان کی وفات کے بعد جناب نوا
خاں صاحب مغفور سجادگان ذی عزت کے ایماء و ارشاد کے م
جملہ مراسم کی انجام دہی کے لئے بڑے سلیقہ اور شعور کے ساتھ
رہے۔ اب گزشتہ چند سال سے بہ معذوری ضعیف العمری اور
ایامِ عرس میں صرف حاضری دے دیتے ہیں۔

موصوف کے ادبی و علمی مذاق کے نتیجے میں "گلدس
سیرتِ پاک میں اور "چار ستارے" خلفائے راشدین کے
ارکانِ نماز پر تین مطبوعہ قلمی کاوشیں سامنے آچکی ہیں۔ دو نسخے
اور "تعمیرِ کعبہ" غیر مطبوعہ ہیں۔

احقر کی دعا ہے کہ یہ نسخے بھی طبع ہو کر مفید عام ہو جا
اس کتاب کے لکھنے میں میری بڑی مدد فرمائی ہے۔

۴- خلیفہ شاہ جی عنایت شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حافظ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے ایسے واحد خلیفہ ہیں، جن کو اللہ جل شانہ، نے ان کے پیرومرشد آستانہ عالیہ میں آرام گاہ دے کر عزت بخشی۔ حافظ صاحبؒ کے بڑے شیدائی و فدائی تھے۔ آپ کا مزار شریف احاطہ درگاہ شریف میں حافظ صاحبؒ کے مزار کے جانب غرب چبوترہ پر زیر درخت ہے جو مرجع عام وخاص ہے پیران کرام رحم اللھم اجمعین کا قرب بارانِ رحمت و انوار ہوتی رہتی ہے۔

خلیفہ شاہ جی صاحب اپنے شیخ حافظ صاحبؒ کی خدمت و رضاجوئی کے بندے تھے۔ ان کے ایک خلیفہ حضرت فدا حسین شاہ صاحب تھے جو باتباع شیخ پیرانِ طریقت حضرت فقیر شاہ صاحب اور حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہم سے بے پناہ محبت وعقیدت رکھتے اور اچھے محب صادق تھے۔ فدا حسین شاہ کے بیٹے اور خلیفہ قربان حسین شاہ بڑے پاکباطن، متقی اور نیک خو درویش تھے صاحبِ حال وقال، عبادت گزار، اور شب بیدار فقیر تھے۔ ذکر و فکر میں بڑا شغف تھا۔ حلقہ اور ذکر میں بڑی پُردرد و پُرکشش ضرب لگاتے۔ سننے والوں کا دل کھنچنے لگتا۔ حافظ صاحبؒ قبلہ سے پُرخلوص عقیدت ومحبت تھی۔ عرس شریف کے موقع پر جسم وجان سے خدمات انجام دیتے۔ خصوصاً جاروب کشی، فرش فروش شامیانوں کی ایستادگی و درستی وغیرہ جیسی خدمات بڑے ذوق وشوق اور تندہی کے ساتھ انجام دیا کرتے۔ الغرض ہر نوع خدمت گزاری میں دلی فخر ومسرت محسوس کرتے تھے۔ خانوادگان اور تمام خاندانی حضرات کا بدرجہ اتم عزت واحترام

کرتے تھے۔ بڑی خوبیوں اور درویشانہ صفات کے حامل و مالک

حضرت فدا حسین شاہ صاحب اور قربان حسین شاہ صاحب محلہ پیرزادگان ضلع مرادآباد کے ساکن تھے۔ یہیں قصبہ میں اپ باغ میں دونوں باپ بیٹوں کے برابر برابر مزارات ہیں۔

رامپور اور دوسرے مقامات کے سوا مرادآباد کے مریدوں م ایک فقیر دوست، خوش اعتقاد آدمی ہیں۔ دورانِ عرس اپنے مرشد شا صاحب کے پیش گاہ و دوش بدوش رہ کر خدمات انجام دیا کرتے رکھتے ہیں۔ بہت عرصہ عرس کے دنوں میں جناب ماموں نواب زا صاحب قبلہ مرحوم کی حیات میں اور ان کی وفات کے بعد جناب نواب خاں صاحب مغفور سجادگان ذی عزت کے ایماء وارشاد کے مط جملہ مراسم کی انجام دہی کے لئے بڑے سلیقہ اور شعور کے ساتھ اہ رہے۔ اب گزشتہ چند سال سے بہ معذوری ضعیف العمری اور کچھ ایام عرس میں صرف حاضری دے دیتے ہیں۔

موصوف کے ادبی وعلمی مذاق کے نتیجے میں "گلدس سیرتِ پاک میں اور "چار ستارے"، خلفائے راشدین کے ح ارکانِ نماز پر تین مطبوعہ قلمی کاوشیں سامنے آچکی ہیں۔ دو نسخے " اور "تعمیر کعبہ"، غیر مطبوعہ ہیں۔

احقر کی دعا ہے کہ یہ نسخے بھی طبع ہوکر مفید عام ہو جائیں

اس کتاب کے لکھنے میں میری بڑی مدد فرماتی ہے۔

حضرت صوفی احمد حسین المعروف بہ گھیرے والے میاں صاحب کی ایک قلمی کتاب "جواہر گھیرہ" ہے جو ۱۰۰ سال قبل لکھی گئی تھی۔ حضرت گھیرے والے میاں صاحب قبلہ حافظ صاحبؒ کے خلیفہ تھے، عاشقِ زار تھے۔ اس کتاب میں قبلہ حافظ صاحبؒ اور اُنکے جدِّ امجد حضرت شیخ شہاب الدین عرف کٹے بابا سکنہ غزنی (افغانستان) کے حالات بھی درج ہیں جن کو پڑھ کر روحانی بصیرت حاصل ہوتی ہے۔ اس کتاب کے آگے لکھے گئے تمام واقعات جواہر گھیرے سے نقل کئے گئے ہیں۔

شہاب الدّین کٹے بابا

آپ اپنے پیرومرشد کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہتے تھے۔ بسا اوقات پیرومرشد کے ساتھ شب بیداری کی سختی بھی جھیلتے تھے۔ پیرومرشد کو حقّہ سے زیادہ شوق تھا۔ ایک بار چلم بھرنے کا حکم ہوا بہ ہزار کوشش آگ میسّر نہ آئی۔ اس کو حکم عدولی سمجھا اور حد درجہ غمزدہ ہوئے پھر آگ کی ایک انگیٹھی سر سے باندھ لی اس طرح پیرومرشد کو جب آگ کی ضرورت ہوتی پیش کرتے۔ پیرومرشد کو آپ کی یہ ادا بھلی لگی۔ اس طرح آپ کو کٹے

بابا کا خطاب ملا۔ کٹا پشتو زبان کا لفظ ہے جس کے معنیٰ کتے کے ہیں چونکہ آپ پیرومرشد کے سامنے چاروں ہاتھ پیر پر چلتے تھے اس لئے آپ کا نام کٹے بابا مشہور ہوگیا۔ پیرومرشد نے یہ بھی دعا دی کہ جس کو کتے نے کاٹا ہو وہ اگر سات مرتبہ ٹانگ کے نیچے کو نکل جائے گا زہر درفع ہوجائے گا، یا سات بار چوکھٹ پھاند جائے گا زہر رفع ہوجائے گا اور یہ فیض قیامت تک جاری رہے گا۔ یہ سلسلہ اُس کی نسل در نسل چلتا رہے گا

ہمراہ کٹے بابا جانور اور درختوں کا چلنا

حضرت کٹے بابا سوراک کے مقام پر پیدا ہوئے تھے غزنی اس کا پایہ تخت تھا۔ کٹے بابا کی بہت سی کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ جس کی ایک مثال یہ ہے:۔

غزنی کا بادشاہ آپ کے ساتھ نہایت ادب واحترام سے پیش آتا تھا۔ آپ کے سامنے وہ دست بستہ نظریں جھکائے رہتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ غزنی کے بادشاہ نے حضرت کٹے بابا کی شہرت سن کر اپنے دربار میں بلایا۔ ملازمین درباری آپ کی تلاش میں جنگل کی طرف نکل گئے۔ ایک درخت کے سائے میں مراقبہ شغل فنافی اللہ مشغول تھے۔ ملازمین نے عرض کیا کہ جناب کو شاہ غزنی نے بلایا ہے، کئی بار کہنے پر جواب نہ ملا تو ملازمین دربار میں واپس آئے اور بادشاہ سے کہا کہ درویش نے شاہی حکم اور ہماری التجا کی کوئی پرواہ نہ کی مجبوراً واپس آگئے ہیں۔ یہ سن کر شاہ غزنی آگ بگولا ہوگیا اور وزیر اعظم کو حکم دیا کہ کمک کے ذریعہ درویش کو زبردستی دربار میں حاضر کرو۔ وزیر اعظم جنگل میں اس درخت کے قریب آیا، کٹے بابا کا جاہ وجلال دیکھ کر مبہوت ہوگیا۔ زبان سے کوئی لفظ نہ نکل سکا۔ جب حضرت مراقبہ سے فارغ

ہوئے تب وزیراعظم نے دست بستہ عرض کیا کہ شاہ غزنی نے آپ کو طلب کیا ہے۔ یہ بھی کہا کہ بادشاہ آپ کا منکر، گمراہ اور بے عقیدہ ہوگیا ہے جبکہ آپ اسے محبوب رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ٹھہرو چلتا ہوں، جب آپ کھڑے ہوئے اور دو چار قدم چلے تو آپ کے ساتھ جنگل کے درخت، جانور، چرند پرند چلنے لگے۔ وزیراعظم گھبرا گیا کہ اللہ رے مراتب کہ ان کے ہمراہ جانوروں اور درختوں کی فوج ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ شاہ غزنی کے تخت پر وہ قابض ہوجائیں وہ ہاتھ جوڑ کر گڑگڑایا کہ حضرت یہیں رونق افروز رہیں۔ وزیراعظم نے بادشاہ کو یہ ماجرا سنایا۔ اسی روز سے شاہ غزنی آپ کا غلام ہوگیا۔

آپ سلسلۂ کٹے بابا سے ہیں، حضرت کٹے بابا کے تین صاحبزادوں میں سب سے چھوٹے صاحبزادے محمود خاں تھے، موصوف کے دو صاحبزادے حسن خاں ملک اور شاہ عالم خاں ملک ہوئے۔ حسن خاں کے صاحبزادے نواب دوندے خاں تھے جو بسولی سے مراد آباد تک فرماں روا ہوئے۔ شاہ عالم خاں کے صاحبزادے نواب حافظ رحمت خاں تھے جو کہ پیلی بھیت اور بریلی کے حکمراں ہوئے۔ انھیں دونوں نے ہندوستان آکر روہیل کھنڈ کو اپنا مسکن بنایا۔ تاریخ نادر شاہ، گلزارِ رحمت اور گلِ رحمت میں اُن کے تفصیلی حالات درج ہیں۔

نواب دوندے خاں کے تین صاحبزادے عظیم اللہ خاں محب اللہ خاں اور فتح اللہ خاں تھے فتح اللہ خاں (لال باغ نئی بستی میں دفن ہیں) کی شادی حافظ رحمت خاں کی صاحبزادی آمنہ بیگم (مدفن پٹھانوں والی مسجد موتی باغ) سے ہوئی تھی۔ فتح اللہ خاں صاحب کے صاحبزادے مددعلی خاں صاحب (مدفن احاطہ شاہ بلاقیؒ) کی شادی مرزا خاں صاحب کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ جن کے صاحبزادے نہایت نیک، خداترس، زاہد اور متقی تھے، باوجود نواب زادہ ہونے کے پیدل سفر حج کرتے۔ کربلا معلیٰ، نجف، عراق ہوتے ہوئے مکہ جاتے اور ہر تیسرے سال واپس آیا کرتے تھے۔ اپنی ہمشیرہ (والدہ فقیر شاہ) سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے۔ واپسی میں انھیں تبرکات دیتے تھے، جب ساتویں بار حج سے واپس ہوئے تب فقیر شاہ صاحب ماں کی گود میں تھے آپ نے انھیں گود میں لیا، پیار کیا اور تبرکات چٹائے اس وقت اُن کی عمر ڈھائی سال تھی آپ انھیں اپنی زبان چسایا کرتے تھے۔ ابتدائے عمر میں حضرت فقیر شاہ نے تعلیم فقر سلسلہ آزادیہ کے کمالات ۱۳ سال میں پورے کئے جب ۱۶ سال کے ہوئے تو جلسہ فقر آزادیہ میں شرکت کرنے لگے۔ آپ نہایت خوبرو تھے۔ سیاہ کفنی، کنٹھ بیراگن جسم مبارک پر ہوتی تھی۔ آپ کو درویش دیندار دیکھتا ششدر رہ جاتا۔ سولہ برس کا سن، آغازِ شباب، رنگ سرخ و سفید، سونے پر سہاگہ نواب زادہ اور لباس فقر آزادیہ، یہ ہے اللہ والوں کی شان جس پر آپ کی نظر پڑی یا جس نے کمالِ عقیدت سے دیکھا فوراً سیاہ کفنی کنٹھ کا عاشق ہو کر مرید ہوگیا۔ مورث اعلیٰ حضرت شہاب عرف کٹے بابا کے تین صاحبزادے تھے جن میں سب سے چھوٹے محمود خاں صاحب تھے جنکے دو صاحبزادے حسن خاں ملک اور شاہ عالم خاں ملک تھے، حسن خاں ملک کے صاحبزادے دوندے خاں صاحب تھے

آزادیوں کا جلسہ

ایک مرتبہ مراد آباد محلہ گلشہید عقب مسجد سرائے میں ایک بہت بڑا اجتماع تھا جس میں آزادیوں کا ایک جلسہ ہوا جس میں سلسلہ آزادیہ سے وابستہ دور دراز مقامات اور پنجاب سے درویش آئے ہوئے تھے جب فقیر شاہ صاحب کو دیکھا تو کسی سے معلوم کیا کہ یہ درویش نوعمر کون ہیں؟ جواب ملا کہ نواب دوندے خاں کے پوتے نواب غلام حسین خاں ہیں ان کو لباس درویشی سے شوق ہوگیا ہے اس لئے پہن لیتے ہیں، درویش پنجاب ششدر رہ گئے اور کہنے لگے نواب زادے اور یہ لباس۔ آخر درویشوں نے آپ سے فقر کے متعلق گفتگو شروع کی اور کہا اگر ہمارے سوال کا جواب باصواب نہ دے سکے تو یہ سیاہ کفنی بیراگنظ ہم تم سے چھین لیں گے اور جب تک تم ہمارے مرید بیعت نہ ہوگے تب تک یہ لباس پہننے نہ دیں گے۔

یہ سن کر حضرت فقیر شاہ ان درویشوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ بتاؤ تمہارا کیا سوال ہے؟ اس فقیر کو جو کچھ یاد ہوگا وہ تم سے کہہ دے گا اگر تمہارے سوال سے مجبور ہوگا تو فوراً لباس تم کو دے دوں گا اور تمہارے سوال کے بعد ایک سوال اس فقیر کا تم سے ہوگا اس وقت فقیر شاہ صاحبؒ نے کہا کہ اب آپ اپنا سوال بتایئے۔ یہ شرائط باہمی آپس میں طے ہوگئیں۔ درویش پنجاب آزادیوں نے دل میں خیال کیا کہ یہ تو نواب زادہ ہیں اُن کو فقر سے

کیا تعلق ہوگا اور ان کا سوال ہی کیا ہوگا۔ شوقیہ لباس درویشوں کا پہن کر اپنے کو فقیر کہلاتے ہیں۔ آخر درویشوں نے جیسا طریقہ آزادیوں میں ہوتا ہے کہا آپ نے ہر سخن کا جواب باصواب دیا اور فرمایا تمہارے ہر سوال کا جواب ہر ایک فقیر دے سکتا ہے کو چۂ فقر اور ان سوالات سے فقیر کو کچھ تعلق نہیں ہے، سوالات جدا ہیں اور فقیر جدا چیز ہے۔ تم نے اپنے سوالوں کا جواب کافی پا لیا۔ اب اس فقیر کی خواہش بھی تم سب پوری کرو۔ عرض کیا کہ جناب آپ کی خواہش کیا ہے؟ حضرت فقیر شاہؒ نے فرمایا کہ اب فقیر کی تسبیح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتی ہے اور تمہاری تسبیح کلمۂ طیبہ پڑھتی ہے آپ کی بیراگن کلمۂ شہادت پڑھے گی تو فقیر کی کلمہ توحید ادا کرے گی۔ غرض کہ اسی طرح کے سوالات آپ نے چاہے اور کہا کہ اے درویش یہ کام تم لوگوں کو کرنا ہوگا! ورجس کی تسبیح سے آواز نہیں نکلے گی اس کو اپنا جملہ سامان مع کفنی سیاہ بیرگن دے دینی ہوگی۔ تمام درویش آزادیان یہ سن کر حیرت میں رہ گئے۔ رنگ چہروں کے فق پڑ گئے اور کچھ جواب نہ بن پڑا فوراً حضرت فقیر شاہ صاحبؒ کے پیروں پر گر گئے اور عرض کرنے لگے یا حضرت ہم کو مرید بیعت کر لیجئے اور ہماری گستاخی معاف فرمایئے۔ آج تک ہم نے سخن آیات یاد کی اور اسی کو فقر و فخر جانتے تھے مگر آواز کا نکلنا لباس فقر کے بلا اولیاء اللہ کے نہیں ہو سکتا۔ غرض سب درویشوں نے حضرت سے بیعت حاصل کی اور جملہ سامان اپنا نذر کر دیا۔ ایک مدت تک جناب فقیر شاہ صاحبؒ کی خدمت میں یہ درویش حاضر رہے اور بحمد اللہ فیضیاب ہو کر پنجاب کو رخصت ہوئے۔ حضرت سے بڑے بڑے درویش فیضیاب ہوتے تھے۔

سبحان اللہ وبحمدہٖ۔

فقیر شاہ نام پانا

جب میاں محمد فقیر شاہ صاحب اولیاءؒ کا شہرہ پنجاب اور دیگر شہروں میں زیادہ ہوا ہر طرف کی مخلوق آکر فیضیاب ہونے لگی اور جب جناب ممدوح نے تکمیل خاندان آزادیہ پوری فرمالی اور کتب دینیات کے مطالعہ سے فراغت پالی تو پیر سلسلہ چشتی، صابری، قادری، سہروردی نقشبندی و مداریہ میں بیعت جناب حضرت شیخ المشائخ غلام حسین شاہ صاحبؒ سجادہ نشین ۔ صاحبزادے صاحب جی صاحبؒ رامپوری زیارت حلقہ والی سے جملہ حضرات چار پیر چودہ خانوادوں کی تکمیل فرمائی ۔ اور چونکہ آپ کا نام وہی تھا جو پیر کا تھا تو پیر نے فرمایا تمہارا نام فقیر شاہ رکھا جاتا ہے اور آپ فقیر شاہ صاحبؒ کے نام سے مشہور ہوئے ۔ حالانکہ آپ نواب زادہ تھے مگر تمام جائیداد بیچ کر فقراء و مساکین کو کھلا دی ۔ فقراء مساکین کے واسطے لنگر ہمہ وقت تیار رہتا تھا ۔ اپنی زندگی میں غلہ کبھی گھر پر نہیں رکھا ۔ دونوں وقت بازار سے آتا تھا ۔ تنخواہ خاندانی رامپور سے آتی تھی کبھی ہاتھ میں نہیں لی ۔ جب دوکاندار کا روپیہ زیادہ ہو جاتا تھا تب آپ فرماتے کہ جو روپیہ ہمارا تنخواہ خاندانی سے آیا ہے وہ ادا کر دو ۔ چنانچہ زندگی بھر یہی حال رہا ۔ ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے ۔ بعد نماز ظہر حجرے سے باہر تشریف لاتے تھے ۔ اس سے پیشتر کسی مرید یا گھر والوں کی یہ ہمت نہیں تھی کہ آپ کو پکاریں یا روبرو جا سکیں ظہر کے بعد حجرہ سے باہر آکر مختصر کچھ تناول فرماتے ۔ یہ آپ کا معمول تھا ۔

بچپن میں مرید ہونا

حضرت فقیر شاہؒ سے

حضرت عنایت شاہ اور نادر شاہ اپنے دورِ طفولیت میں حضرت فقیر شاہ صاحبؒ کے مرید ہو گئے تھے ۔ واقعہ کی تفصیل اس طرح ہے کہ ایک جمعہ کو حضرت فقیر شاہ حلقہ میں مشغول تھے ۔ یہ دونوں حضرات بچپن میں وہاں تماشا دیکھنے کے لئے آئے ۔ آپ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور جو نظر اُن دونوں حضرات پہ پڑی بے ہوش ہو گئے اور ہوش و حواس باقی نہ رہے جب اُن کے وارثوں کو خبر ہوئی اٹھا کر گھر لے گئے ۔ ہر چند پڑھ پڑھ کر کلامِ حق دم کیا لیکن کچھ نفع سود نہ ہوا ۔ مجبور ہو کر جناب کی خدمت میں وارثان لائے اور واقعات عرض کئے ، کہ حضرت جب حلقہ دیکھ کر گئے ہیں اُن کی تڑپ اور بے قراری نہیں جاتی ، ذکر اللہ جاری ہے باقی بالکل بے ہوش ہے ۔ حضرت نے فرمایا کہ میاں اب یہ بے خودی و بے ہوشی اُن کی قیامت تک نہیں جائے خدا کا شکر ہے کہ خدا کی یاد اُن کے دلوں میں سما گئی ہے ۔ الغرض وارثان اُن دونوں کو پکڑ پکڑ کر گھر میں رکھتے تھے جب چھوٹ جاتے تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے ۔ یہاں تک کہ عمر بلوغ کو بھی نہ پہونچی تھی اس وقت سے آخر تک حضرت کے قدمِ مبارک کو نہ چھوڑا ۔ بیعت ہو کر صاحبِ معرفت ہوئے اور حضرت کی ہی درگاہ شریف میں بعد وصال جگہ پائی ۔

وصال فقیر شاہؒ

جناب فقیر شاہ صاحبؒ کی تاریخ وصال ۱۳؍ شوال ۱۲۷۰ھ ہے
والعَاقبَۃُ لِلمُتّقِین ہے واقعہ وصال اس طرح ہے دریا گنگا کے کنارے جہاں آپ کا مزار مبارک ہے اس زمین کو آپ نے پسند فرمایا اور جملہ سامان تجہیز و تکفین کا اسی روز خریدوایا۔ جب سب سامان پیش نظر ہوا بڑے ذوق و شوق سے ارشاد فرمایا ہم آج کی شب (۱۳؍ شوال) چلے جائیں گے۔ تمام پسران، مریدان، محبان کو تعجب تھا کہ حضرت کا کیا خیال ہے نہ کوئی علالتِ جسمانی ہے نہ مرض ہے بلکہ چہرۂ مبارک پر نہایت مسرت ذوق و شوق و وصل سے خوشی کے آثار ظاہر ہیں، آخر شب میں وصال فرمایا "انّا للّٰہِ وانّا الیہِ راجعُون"۔

آپ کے خلفاء

۱۔ حضرت نادر شاہؒ صاحبؒ جن کا مزار باہر درگاہ شریف ہے۔
۲۔ حضرت شاہ جی عنایت شاہ جن کا مزار اندرون درگاہ املی کے پیڑ کے نیچے ہے
۳۔ خلیفہ بدھا شاہ تھے۔ بیعت کی اجازت آپ کو حافظ میاں سے ملی تھی۔
۴۔ چوتھے خلیفہ حضرت امتیاز علی ساکن قصبہ کندرکی ضلع مرادآباد تھے۔
۵۔ پانچویں خلیفہ حضرت میاں قاسم شاہ صاحب ساکن موضع کمالی پور ضلع مرادآباد
بعد وصال حضرت فقیر شاہ صاحبؒ شاہ جی عنایت شاہ صاحب حافظ میاں کے بڑے عاشق جانباز تھے حافظ میاں کے انتقال کے بعد عشق و محبت میں روتے روتے نابینا ہو گئے تھے۔ ۱۸۹۰ء میں وصال پایا۔ اللہ اللہ کیسے عاشقِ صادق تھے یعنی حیات میں فیضِ دیدار سے مالا مال ہونے کے وصال کے بعد بھی دامن نہ چھوڑا۔

حالات حافظ صاحبؒ

حالاتِ طفلی ایام طفلی میں حافظ میاں صاحبؒ اپنے والدِ بزرگوار کے ساتھ حلقۂ

پہلا واقعہ درویشاں میں تشریف لائے۔ اس وقت ایک شخص روتا چلّاتا ہوا حاضر ہوا کہ حضرت میرے بچھّو نے کاٹا ہے تمام ہاتھ مونڈھے تک بیکار ہو گیا ہے اور تمام جسم میں زہر پھیل رہا ہے، آپ بچھّو اتار دیجئے۔ اُس وقت قبلہ حافظ صاحب نے معلوم کیا کہ یہ شخص کیوں روتا ہے؟ بتایا گیا کہ اس کو بچھّو نے کاٹا ہے اس لئے روتا ہے۔ بچھّو ایک کیڑا ڈنک دار ہوتا ہے

جناب نے فرمایا کہ بچھو کو ہم اتارے دیتے ہیں۔ سب درویشوں کو تعجب ہوا کہ بھلا آپ کس طرح بھگا دیں گے، یہ تو ابھی بچّے ہیں ان کو ابھی کچھ یاد نہیں ہے۔ قبلہ حافظ میاں صاحبؒ نے فرمایا، کہاں ہے بچھّو، کہاں ہے بچھّو۔ بچھو بھاگ گیا۔ یہ فرمانا تھا کہ بچھو کا زہر فوراً جاتا رہا۔ گویا اس شخص کو بچھّو نے کاٹا ہی نہیں تھا حاضرین حیرت میں آگئے۔ سبحان اللہ۔

دوسرا واقعہ

حافظ صاحبؒ کے بچپن کے واقعات میں ایک مرتبہ ایک شخص دودھ بیچنے والا حضرت فقیر شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت میری بھینس کو نظر ہو گئی ہے سات آٹھ روز سے دوھتے دوھتے دودھ پھٹ جاتا ہے۔ ہر چند کہ نظر کا علاج کیا مگر دودھ پھٹنا بند نہیں ہوا۔ اس وقت حافظ میاںؒ کی عمر مبارک ۳-۴ برس تھی۔ والد صاحبؒ کے حضور تشریف رکھتے تھے۔ گروہ درویش کا بھی حاضر تھا۔ اُس وقت آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ تیری بھینس کا دودھ اچھا ہو جائے گا، نہیں پھٹے گا، تو آج کا دودھ لے آ۔

جناب نے اپنی چادر مبارک ڈھانک دی اور کھانا کھانا شروع کیا۔ جس قدر محبان اور مریدان تھے سب نے خوب شکم سیر ہو کر کھانا کھایا اور ہم گھر والوں کے لئے بہت کافی بچ گیا وہ ہم نے کھایا اور اپنے ہمسایوں میں تقسیم کیا۔ میں تعجب کرتا تھا کہ آج بندے کی آبرو کسی طرح رہ نہیں سکتی ہے مگر واہ رے آقائے نامدار۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔

صفایا محلہ کا غذیان جہاں اب درگاہ معلی ہے یہ محلہ کا غذیوں کے نام سے مشہور تھا کاغذیان یہاں کثرت سے آباد تھے بڑی بڑی عمارتیں بنی ہوئی تھیں یہ محلہ والے اکثر اوقات حافظ میاںؒ کو ناراض کر دیا کرتے تھے تو جناب حافظ میاں صاحبؒ یہ الفاظ فرمایا کرتے تھے کہ کہاں ہمارے والد صاحب نے یہ زمین جگہ پسند فرمائی ہے کاش اس آبادی سے اگر ویرانہ ہوتا تو بہتر تھا۔

کچھ عرصہ بعد کسی کاغذی کا نشان باقی نہ رہا اور نہ وہ محلہ رہا۔ جناب قبلہ حافظ صاحبؒ کا ارشاد ظاہر ہو گیا کہ وہ محلہ ویران ہو گیا اور اب تک ویران ہے۔

سماع کا ذوق قبلہ حافظ میاں صاحبؒ کو سماع سے بہت ذوق تھا اکثر جناب کے مرید حضرت حیدر بخش قوال مشہور تھے آپ کو سنایا کرتے تھے۔ جس وقت آپ کو کیفیت ذوق ہوتا تھا اس وقت جو چشم مبارک کے سامنے آتا تھا وہ تاب نہیں لاتا تھا اسی حال وقال میں مصروف ہو جاتا تھا۔ اس سلسلہ میں حسب ذیل واقعات اس کتاب میں لکھے ہیں وہ قابلِ ذکر ہیں۔

پہلا واقعہ جناب حضرت سجادہ نشین گنگوہ شریف میاں محمد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کلیر شریف کے عرس کے موقع پر گھیرے والے میاں کے بستر پر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ آج کے وقت میں صابری سلسلہ میں حافظ سا درویش

پیر پرست نظر نہیں آتا فرمانے لگے کہ ایک مرتبہ حضرت حافظ میاں گنگوہ شریف جناب قطب عالم صاحب قدس سرہٗ کے عرس میں تشریف لائے اور مجلسِ سماع میں درویش و مشائخ چشتیہ صابریہ بھی موجود تھے جناب حضرت حافظ میاں صاحبؒ بھی مجلس میں تشریف لائے۔ اس قوال نے حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کا قصیدہ شروع کیا، جب اس شعر پر قوال آئے ؎

نور پاکم آمدہ در مشتِ خاک
کور چشماں را اگر روشن نیم

اس وقت حضرت حافظ میاں قوال کی طرف مخاطب ہوئے آپ کو اس مصرعہ پر شوق وجد حال ہو گیا، زبان مبارک سے فرماتے تھے ؎

نور پاکم آمدہ در مشتِ خاک

چشم مبارک کا جس طرف کو اشارہ ہوتا تھا صف کی صف درویش و مشائخ کی وجد حال میں مستغرق تھیں۔ عجیب بابرکت مجلسِ سماع ہو رہا تھا۔ جس کو جناب حافظ میاںؒ کا جسم مبارک لگ گیا وہ وجد حال میں مستغرق ہو جاتا تھا۔ سجادہ نشین صاحب نے فرمایا کہ ہم نے ایسا فیض حال وجد کسی اور درویش میں نہیں دیکھا۔ اس وقت ایک شخص نے بآ اعتراض یہ لفظ کہا کہ سنا کرتے تھے کہ حافظ میاں صاحبؒ مرادآبادی نہایت بزرگ با شریعت درویش تھے آج تو مجلس میں خلافِ شرع وجد حال ہو رہا ہے اس کے علاوہ اور گستاخانہ کلمے کہے۔ جناب قبلہ حافظ میاں صاحبؒ کو کشف سے معلوم ہوا اور نظر مبارک اس کی طرف ہوئی۔ جس قدر مشائخ اور درویشوں کو وجد حال تھا سب سلوک میں آ گئے۔ اور اس شخص گستاخ کو حالِ عتاب شروع ہوا۔ کپڑے جسم پر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے

خون جسم سے بہنے لگا مگر حال عتاب سے کم نہیں تھا جبکہ قریب المرگ ہوگیا اور سب کو یہ معلوم ہوگیا کہ یہ بے ادبی گستاخی جناب حافظ صاحبؒ کی خدمت میں اس نے کی خدا خیر باشد جب تک حافظ میاں صاحبؒ معاف نہ فرمائیں گے یہ اسی طرح سے تڑپتا رہے گا مشائخ چشتیہ وسجادگان نے عرض کیا کہ اب اس کا قصور معاف فرمائیے گا یہ اپنے کہنے کی سزا پاچکا اور اب قریب المرگ ہوگیا۔ جناب حضرت حافظ میاں صاحبؒ نے فرمایا کہ اس کو برادران چشتیہ صابریہ قدسیہ کے غلامانِ غلام پر اعتراض کب زیبا ہے، آخر منکرانِ سماع کی یہی سزا ہے۔ جب کہ بہت التجا کی گئی تب حافظ میاں صاحبؒ نے پانی دم کرکے پلایا اور کچھ منہ پر چھڑکا تب ہوش میں آیا فوراً عرض کیا کہ حضرت جناب نے میرا قصور معاف فرمایا ہے اب مجھ کو بیعت سے مشرف فرمائیے۔ جناب نے سلسلہ صابری قدوسی میں بیعت فرمایا۔

دوسرا واقعہ

حضرت ابوالحسن شاہ صاحب مارہروی سجادہ نشین فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت حافظ میاںؒ مارہرہ میں درگاہ اچھے میاں میں قیام فرماتے تھے۔ بعد نماز عشاء مجھ کو والد صاحب نے جناب حافظ میاں صاحبؒ کے پاس بھیجا۔ درگاہ معلی میں جس حجرے میں آپ قیام فرماتے تھے وہاں آیا دیکھا تو کیواڑ حجرے کے کھلے ہوئے ہیں اور روشنی ہو رہی ہے جانماز بچھی ہوئی ہے مگر حافظ صاحبؒ حجرے میں نہیں ہیں۔ خیال ہوا کہ شاید ضرورت کے واسطے باہر تشریف لے گئے ہوں گے۔ میں نے انتظار بھی کیا مگر آپ تشریف نہیں لائے۔ مجبوراً مکان کا قصد کیا۔ پشت پھیر کر ایک ہی قدم اٹھایا تھا مجھ کو اندر حجرے میں سے آواز دی صاحبزادے میاں ابوالحسن کیوں تشریف لائے تھے، فقیر حاضر ہے۔ شاہ ابوالحسن فرماتے ہیں کہ میں ڈر گیا اور مکان کو چلا گیا۔ صبح کے وقت بعد وظیفہ حافظ میاںؒ کے پاس حاضر ہوا مسکرا کر فرمایا کہ ابوالحسن تم نے اچھا کیا کہ تم

مکان کو چلے گئے۔ شاہ ابوالحسن فرماتے ہیں کہ میں نے زیادہ حال دریافت نہیں کیا۔ آپ سے بیعت مرید سلسلہ چشتیہ میں حاصل کی۔ مارہرہ شریف میں بہت آدمی سلسلۂ چشتیہ میں فیضیاب ہوئے ہیں۔

تیسرا واقعہ نگینہ میں

جناب مخدوم قاضی مکرم علی نگینوی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب حافظ میاں صاحبؒ کے ہمراہ آپ کے مرید حیدر بخش قوال نگینہ میں تشریف لائے۔ حافظ میاںؒ نے ارشاد فرمایا حیدر بخش موسمِ برسات ہے کچھ سناؤ۔ حیدر علی صاحب نے برساتی چیز گانی شروع کی۔ اور جناب حافظ میاں صاحبؒ کو وجد کا حال شروع ہوا۔ ایک قاضی زادے نے اعتراض کیا، کہا کہ یہ حال کچھ نہیں ہوتا ہے، یہ صرف بناوٹ ہوتی ہے۔ اس معترض کا کہنا تھا کہ فوراً عتاب گستاخی ہوگیا، خاک پر تڑپتا تھا اور چلاتا تھا۔ جناب حافظ میاں صاحبؒ نے فرمایا کہ ہمارا حال تو مکر تھا اب تیرا حال بہت صحیح ہے اب تجھ کو کیا ہوا جو تڑپتا اور چلاتا ہے۔ جب قاضیوں نے دیکھا کہ یہ مر جائے گا تو حضرت حافظ میاںؒ سے عرض کیا کہ حضرت اس بے ادب کا قصور معاف فرمائیے گا۔ المختصر جناب نے پانی دم کرکے دیا اور پلوایا۔ چہرے پر چھڑکا تب ہوش میں آیا اور شرفِ بیعت سے مشرف ہوا۔ جیسا کہ منکرانِ سماع کو جناب قبلہ حافظ میاں صاحبؒ سیف زبان دستگیر نے درست کیا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔

چوتھا واقعہ بلاری میں

شاہ جی عنایت شاہ صاحب دبدھا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت حافظ میاں صاحبؒ غریب نواز بلاری تشریف لے گئے اور ہم مریدان کشف برداری میں حاضر تھے۔ نبی بخش کھنڈساری کے مکان کے قریب مسجد میں قیام پذیر ہوئے اور اسی میں ایک معلّم بھی بچوں

کو پڑھایا کرتے تھے اور مسجد میں پیش امام تھے۔ ظاہرہ صورت نہایت اچھی تھی لیکن باطن میں
عقیدت کا خراب اور تقلید کا آناد ناط خالی سے گریز سماع صوفیار کو نہایت بڑے لفظوں سے وہ
قریب الحرام جانتا تھا۔ جناب حافظ میاںؒ کو معلوم ہوا کہ یہ مولوی بدعقیدہ ہے اور نیت کا اچھا
نہیں ہے، مشائخ صوفیار کو ذلیل و حقیر جانتا ہے۔ جناب حافظ میاں غریب نواز نے نبی بخش
سے فرمایا کہ میاں ہم نے بہت دنوں سے گانا نہیں سنا ہے اور آج گانا سننے کو نہایت دل
چاہتا ہے۔ نبی بخش نے فرمایا کہ حضور اس قصبہ میں کوئی قوال یا گانے والا نہیں ہے۔ جناب حافظ
میاں نے فرمایا کہ گاؤں میں اکثر ٹھمریاں دو تاروں پر گایا کرتے ہیں تم ان کو بلا لو۔ غرض کہ گاؤں والے
گانے کے واسطے بلائے گئے۔ نبی بخش نے مجلس کے واسطے مکان آراستہ کیا۔ عرض کیا کہ میاں مسجد
کے باہر تشریف لے چلئے گا یا جو حضور کی رائے مبارک ہو۔ جناب حافظ میاں نے فرمایا کہ میاں
مسجد سے باہر چلنے کی و مجلس سماع باہر قائم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ غرض کہ مسجد میں ہی سارے
آدمی جمع ہوئے۔ مولوی صاحب نے پہلے تو وعظ دینا شروع کیا کہ یہ گانا بجانا بالکل بدعت ہے
اور خلاف شرع ہے۔ مسجد میں مزامیر ہونا کب روا ہے۔ جناب حافظ میاں نے کہا کہ جناب
مولوی صاحب جو کچھ تم نے کہا بالکل صحیح ہے لیکن ہماری وجہ سے کچھ دیر معصیت میں بیٹھ
جاؤ گے تو ہمارا دل خوش ہو جائے گا۔ آخر مولوی صاحب بھی شریک جلسہ ہوئے۔ جناب حافظ
میاں نے ان گانے والوں سے فرمایا کہ میاں تم یہ گاؤ ؎

وہی جو دیتا ہے دکھائی مسجد اور بت خانے میں

جس وقت یہ شروع کیا مولوی صاحب کو وجد حال شروع ہوا اور زبان سے یہی
کلمہ تھا کہے جاؤ ؎

وہی جو دیتا ہے دکھائی مسجد اور بت خانے میں

صبح کے وقت تک مولوی صاحب کی یہی حالت رہی۔ جبہ اور دستار پیرہن کے ٹکڑے ٹکڑے
گئے۔ ہوش و حواس ٹھیک نہیں تھے۔ مولوی صاحب سر کو فرش مجلس پر بے خودی میں
لگے۔ اہل جلسہ نے جب یہ دیکھا کہ اب مولوی صاحب قریب المرگ ہو گئے ہیں دست بستہ
کر عرض کیا کہ یا حضرت اب مولوی صاحب کی گستاخی کو معاف فرمایئے گا۔ جناب نے پانی دم
کے چہرہ کا مولوی صاحب ہوش میں آئے اور فوراً قدم مبارک پر گرے عرض کیا یا حضرت
اپنی غلطی پر تھا اب توبہ کرتا ہوں اور اب مجھے بیعت سے سرفراز فرمایئے۔ آخر جناب
مرید ہوئے اور سماع اور نغمہ میں ہمیشہ شامل ہوئے اور تا زندگی ذوق و شوق رہا۔ بجا

پانچواں واقعہ اعوان پور کا

حکیم تجمل حسین ساکن موضع گڑھی سلیم پور جو حافظ صاحبؒ کے سلسلہ میں داخل تھے اور گھر
والے میاں صاحب کو بتلایا ایک مرتبہ جناب قاضی اصغر علی صاحب اور حضرت شاہ جی عنایت
شاہ صاحب اور چند مریدان نگینہ کو تشریف لئے جاتے تھے میں بھی مراد آباد کشف برادران
حاضر تھا۔ رات میں اعوان پور میں قیام ہوا۔ رات میں ایک شخص مذہب شیعہ کا آپ کے پاس آ
تذکرہ حب محبت تسخیر کا جناب حافظ میاں صاحبؒ سے کرنے لگا کہ اب نہ کسی کے پاس حب
ہے اور نہ تسخیرات اور نہ ہی میرا عقیدہ کسی درویش و فقیر پر ہے یہ سب بناوٹ ہے۔ نہا
بے ادبی سے گستاخانہ کلمات کہنے لگا۔ جناب حضرت حافظ میاںؒ نے فرمایا کہ تو نے جو کچھ کہا
سچ ہے مگر ابھی دنیا سے درویشی اور فقیری گئی نہیں ہے اور جناب کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا
فرمایا تو کیا دیکھنا چاہتا ہے۔ عرض کیا کہ حضور میں کوئی عمل حب تسخیرات کا دیکھنا چاہتا
اس مکان میں ایک درخت بیری کا تھا اور اس پر جانور بیٹھے ہوئے تھے۔ جناب حافظ صاح

نے اپنی ہتھیلی پر کچھ انگشتِ مبارک سے بلا روشنائی کے تحریر فرمایا اور جانوروں کو ہتھیلی لکھ کر دکھائی۔ جناب کا دکھانا تھا کہ فوراً جانور اڑ کر جناب کی ہتھیلی پر اپنی اپنی چونچ مارنے لگے جب آپ ہتھیلی بند کر لیتے اڑ کر درخت بیری پر چلے جاتے تھے اور کھول کر دکھاتے سب آکر ہتھیلی پر چونچ مارتے۔ اسی طرح سے تین مرتبہ ہوا۔ یہ دیکھ کر اس شخص نے شیعت سے توبہ کی اور مذہب چھوڑا اور فوراً مرید اور بیعت ہوا۔ حضرت حافظ میاں غریب نوازؒ نے فرمایا برخوردار آج سے کسی فقیر درویش کو ذلیل نہ دیکھنا، اپنے سے اعلیٰ اور برتروں میں جاننا کیونکہ قول بزرگان ہے اور بزرگوں کا فرمایا ہوا کبھی جھوٹ اور غلط نہیں ہوتا ہے سبحان اللہ وبحمدہ۔

حبُ درویشاں کلید جنّت تست
دشمنِ ایشاں سزائے لعنت تست

واقعہ ۲۶ بچے کا گم ہو جانا
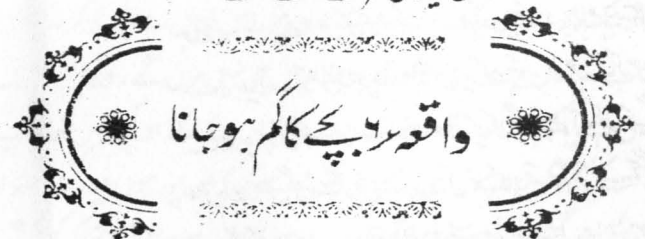
ایسی ایسی کرامتیں جناب حافظ میاں صاحبؒ سے ظہور میں آتی تھیں کہ حد و شمار اور عقل سے باہر ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ

حضرت شاہ جی عنایت شاہ نے گھیرہ والے میاں صاحبؒ سے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک عورت قوم عباسی آئی اور خانقاہ کے دروازے پر فریاد کرنی شروع کی یا حافظ میری فریاد بے کس و بوڑھی کی سن لو۔ غرض کہ جناب حافظ میاںؒ کی دہائی پکارتی تھی۔ جناب حافظ میاں صاحبؒ نے اس بے کس ضعیفہ کی آواز کو سنا اور شاہ جی عنایت شاہ صاحب سے فرمایا کہ یہ کون عورت ہے اور

کیا التجا کرتی ہے۔ شاہ جی نے اُس عورت سے فرمایا کہ کیوں بیزار ہوتی ہے کیا فریاد کرتی ہے ضعیفہ نے عرض کیا میں مصیبت زدہ جناب حافظ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ میرا ایک بیٹا پندرہ سولہ برس کا تھا وہ مجھ سے خفا ہو کر سات آٹھ روز سے بھاگ گیا ہے تمام شہر محلوں میں تلاش کیا کہیں اس کا پتہ مجھ کو نہیں ملا۔ تب مجبور ہو کر جناب حافظ میاںؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ آپ کا فیض مشہور عالم ہے۔ للہ میری مصیبت پر نظر شفقت فرمائیں اور میرے بیٹے کو بلا لیں۔ جناب حضرت شاہ جی میاں نے جناب حضرت حافظ میاںؒ سے عرض کیا کہ ایک ضعیفہ عورت آئی ہے اور عرض کرتی ہے کہ میرا بیٹا گم ہو گیا ہے آپ دعا فرما دیں کہ میرا بیٹا آ جاوے۔ جناب حضرت حافظ میاںؒ نے ارشاد فرمایا کہ میاں اس ضعیفہ سے کہہ دو کہ ہم اس کے لڑکے کو نہیں جانتے۔ ہمارے واسطے ایک کرتہ بنا لائے۔ اس ضعیفہ سے یہی کہہ دیا گیا۔ اس ضعیفہ نے دل میں یہ خیال کیا کہ نہ تو میرے پاس کچھ دام ہیں، میں تو خود غریب محتاج ہوں اور اگر کسی سے قرض لے بھی لیا اور بنا بھی دیا تو مجھ محتاج کا کرتہ کب قبول زیب تن فرما سکتے ہیں۔ آخر کار وہ عورت تھوڑی دیر بعد آپ کے حکم پر چلی گئی اور پھر ذرا دیر بعد آئی اور رونا دھونا شروع کر دیا۔ شاہ جی میاں شاہ صاحب نے پھر دوبارہ حافظ میاں صاحبؒ سے عرض کیا۔ حضرت حافظ میاں صاحبؒ نے پھر وہی اشارہ فرمایا۔ غرض کہ ضعیفہ نے تیسری مرتبہ آکر ایسی دردناک آہ و زاری کی کہ جناب حافظ میاں صاحبؒ نے عنایت شاہؒ سے فرمایا اس ضعیفہ کو آٹھ آنے پیسے دے دو تاکہ وہ کرتہ بنا کر لے آئے، اس ضعیفہ کو پیسے دے کر رخصت کیا۔ اس نے ان پیسوں سے کرتہ بنایا اور گیروا رنگ میں رنگا۔ سر پر رکھ کر حاضر ہوئی اور عرض کی کہ حضور کرتہ لائی ہوں اسی وقت ایک درویش مجذوب حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ حافظ میاں تم روزانہ کپڑے اور

لنگر محتاج غریبوں کو بانٹتے ہو ہم رات دن ننگے پھرتے ہیں ہم کو ایک کرتہ بھی ٹھٹوہ کا آپ نے نہیں دیا۔ جناب حافظ میاںؒ نے فرمایا کہ یہ کرتہ اس درویش مجذوب کو دے دو۔" جناب کے حکم کے مطابق وہ کرتہ اس ضعیفہ نے ان کو دے دیا۔ جناب حافظ میاںؒ نے فرمایا کہ اے درویش پہلے اس کرتے کی اجرت تو داخل کرو تب یہ کرتہ پہننا۔ اس ضعیفہ کا بیٹا گم ہو گیا ہے یہ بتاؤ کہ وہ کہاں ہے۔؟

درویش مجذوب نے فرمایا کہ مراد آباد محلہ کسرول میں ایک رئیس کے گھوڑے کی خدمت پر نوکر ہو گیا ہے وہاں سے جا کر اپنے بیٹے کو لے آئے۔ وہ ضعیفہ اور درویش رخصت ہو گئے۔ ضعیفہ اپنے بیٹے کو پا کر خوش ہو گئی، درویش مجذوب کرتہ پہن کر خوش ہو گئے گھیرے والے میاں صاحب نے آخر میں تحریر فرمایا ہے کہ جناب حافظ میاں غریب نوازؒ کو وہ کرتہ اس درویش مجذوب کو دینے کا خیال تو تھا اور خیال کیا۔ کیا اس ضعیفہ کے بیٹے کا حال آپ کو معلوم نہ تھا نہیں بلکہ وہ ضرور معلوم تھا لیکن حضور نے مرتبہ سلوک کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اگر جناب حافظ میاں ایسا کرتے تو کچھ آپ کو مشکل نہ تھا۔ تحت الثریٰ تا حجاب عظمت تک آپ کو جملہ حالات سے آگاہیت تھی جیسا کہ ارشاد جناب حافظ شیراز رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ سلوک میں فرماتے ہیں ؎

بمی سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید

کہ سالک بے خبر بود ز راہ و رسم منزل ہا

سبحان اللہ وبحمدہٖ کیا شان حضرت حافظ میاں غریب نوازؒ کی تھی۔ کوئی حاجتمند آپ کی درگاہ سے واپس نہیں جاتا تھا۔

آبِ کوثر سے اگر کر لوں وضو ✺ تو بھی ہوں گستاخ لوں گر نام کو

واقعہ لکھنؤ کے صاحب کا

ایک مرتبہ مارہرہ شریف میں ایک شخص شہر لکھنؤ کا مراد آباد ہوتے ہوئے مارہرہ شریف پہونچا، حضرت حافظ میاں کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ غلام نے جس وقت سے حضور کا شہرہ سنا فوراً بیتاب ہو گیا اور حضور کی خدمتِ عالی میں حاضر ہوا ہوں۔ اوّل تو مجھ کو ایک آم کھلا دیجئے اور پھر مجھ کو بیعت مریدی میں داخل فرمایئے گا۔ جناب حافظ میاںؒ نے فرمایا یہ موسم جاڑوں کا ہے اور ابھی آم کی فصل نہیں ہے جب فصل آم ہو تب آم کھائیو اور مرید ہو جیو، اب تو تم لکھنؤ چلے جاؤ۔ اس نے عرض کیا کہ حضور بلا آم کھائے اور بلا مرید ہوئے ہرگز نہیں جاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا اب تو مرید ہو جا آم فصل پر کھائیو۔ عرض کیا کہ حضرت میں تو آم پہلے کھاؤں گا بعد میں مرید ہوں گا۔ جناب نے عرض کیا کہ اگر پہلے آم کھاؤ گے تو بعد میں ہم مرید نہیں کریں گے اس روز اس گفتگو میں مغرب کی نماز کا وقت قریب آ گیا تھا۔ حضرت حافظ میاں کا ایک مرید بمبئی سے مراد آباد ہوتا ہوا مارہرہ شریف میں حاضر ہوا۔ جناب حافظ میاں نے خیریت مزاج معلوم کر کے ارشاد فرمایا کہ تم بمبئی سے مراد آباد ہوتے ہوئے آئے ہو ہمارے واسطے کیا تحفہ لائے ہو۔؟ عرض کیا حضور غلام جناب کے تحفہ نذر کرنے کے قابل کہاں ہے ہاں البتہ پانچ آم حضور کے واسطے لایا ہوں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ آپ نے ایک آم اس شخص لکھنوی کو دیا اور چار آم صاحبزادگان کو عطا فرمائے۔ تمام نمازی اور صاحب حیرت میں تھے کہ اللہ اللہ کیا مرتبہ حضرت حافظ میاںؒ کا ہے۔ اس شخص لکھنوی نے عرض کیا حضرت اب مجھے مرید کر لیجئے۔ جناب حافظ میاںؒ نے فرمایا کہ تو آم کا مرید ہونے آیا تھا وہ تجھے مل گیا اگر توفیق کا مرید ہونے آتا تو تمنائے آم نہ رکھتا۔ اس کو اس وقت مرید نہ

واقعہ ۸ حجرے کا چور

جناب قبلہ پیر حضرت محمد حسن علی خاں صاحب (راقم الحروف کے نانا کے والد صاحب) نے گھیرے والے میاں صاحب کو بتلایا کہ ایک مرتبہ حضرت حافظ میاں صاحبؒ بغیہ کے عرس میں سے زیارت شریف دہری گھاٹ تشریف لئے جا رہے تھے جبکہ آپ اس مسجد کے پاس تشریف لائے جو اس وقت کٹ گھر اسٹیشن کے پاس ہے۔ اس وقت آپ کے پاس کچھ مرید اور محبان بھی حاضر تھے۔ سب سے ارشاد فرمایا کہ تم سب یہاں پر ٹھہرو ہم تنہا زیارت پر جاتے ہیں۔ جب ہم تم کو خبر کر دیں تب تم لوگ خانقاہ میں آنا۔ آپ تنہا خانقاہ میں آئے دیکھا تو ایک حجرے میں ایک چور بیٹھا ہے۔ وہ چور اس خیال سے چوری کرنے آیا تھا کہ اسباب دنیا مال بہت ملے گا اور پھر حافظ میاں بھی نہیں ہوں گے۔ وہ حجرۂ مبارک تو دنیا کے مال سے پاک صاف تھا۔ سوائے جائے نماز بوریئے کے اور کچھ نہیں تھا۔ آپ نے دریافت کیا کہ تو کون ہے۔ اس نے اپنی مجبوری سے کہا کہ میں چور ہوں میرے ہاتھ اور پاؤں سب سن ہو گئے ہیں۔ میں سخت محتاج ہوں، اس خیال سے یہاں آیا تھا کہ کچھ مل جائے گا ملا تو کچھ بھی نہیں بلکہ گرفتار پڑا ہوں۔ یا حضرت میرا قصور معاف فرمایئے اب ایسا قصور نہیں کروں گا۔ جناب حافظ میاں صاحبؒ کا دریائے رحمت جوش میں آیا، فرمایا لے یہ ہماری چادر ہم نے تجھ کو دی اوڑھ لے اور ہمارے آدمی حجرے سے باہر کھڑے ہیں ان کو ہمارے پاس بھیج دے یہ کہہ دینا کہ اب تم سب کو بلایا ہے۔ جب وہ چور اُن آدمیوں کے پاس آیا اُن لوگوں نے چادر مبارک اوڑھے ہوئے دیکھا تو پکڑ لیا اور پھر اس کو حافظ میاںؒ تک لے آئے۔ حضور غریب نوازؒ نے فرمایا یہ چادر ہم نے اس کو دی ہے تم اس کو چھوڑ دو۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ جس طرح عین حیات میں حضرت کا فیض جاری تھا۔ اسی طرح سے بعد وصال جناب کا دریائے فیض جاری ہے۔

ضلع مرادآباد کا کندرکی مردم خیز قصبہ ہے جہاں مختلف مذاہب اور فرقہ کے لوگ رہتے ہیں کندرکی تاریخی مقام ہے آج بھی کندرکی میں سنی اور شیعہ حضرات کی ملی جلی آبادی ہے ایک زمانے میں اس بستی میں شیعہ صاحبان کی آبادی زیادہ تھی۔ ایک مرتبہ حضرت فقیر شاہ صاحبؒ بیل گاڑی میں سوار ہو کر قصبہ کندرکی کے پاس پہونچے۔ آپ نے دیکھا کہ چند لڑکے حلقہ مشائخ کی نقل کر رہے ہیں۔ آپ بیل گاڑی سے اترے اور دو چار ضربیں آپ نے لگائیں اور پھر بیل گاڑی پر سوار ہو کر جائے قیام پر تشریف لائے۔ لڑکے اس قدر محو و مشغول تھے کہ ان کو کچھ خبر نہ تھی۔ یہاں تک کہ بہت سے لڑکے حلقہ کرتے کرتے بے ہوش ہو گئے۔ لڑکوں کے والدین پکڑ پکڑ کر اپنے اپنے گھروں میں لے جاتے مگر جب چھوٹتے تو اسی جگہ حلقہ کرنے آتے تھے۔ جب وارثان نے دیکھا کہ یہ کسی طرح ہوش میں نہیں آتے ہیں تب ان کو گودیوں میں اٹھا کر جناب کی خدمتِ مبارک میں لائے۔ حضرت نے پانی دم کر کے پلایا ہوش میں آ گئے بہت سے صاحبان شیعہ نے اپنے مذہب سے توبہ کی اور "سنی" ہو کر جناب سے مرید ہوئے۔

انتقال کا عجیب واقعہ

جناب محمد خاں صاحب جو حضرت مولانا میاں برادر حافظ میاںؒ سے مرید تھے۔ ہمیشہ جاروب کشی خانقاہ مقدس کی کیا کرتے تھے اپنا گھر چھوڑ دیا حضور کے آستانہ پر بستر جما دیا اتنے زمانے تک جاروب کشی کی کہ زمانہ سجادہ نشین احمد نبی خاں صاحب کا آگیا حقیقت حال وصال محمد خاں صاحب اس طرح ہے کہ نہایت تندرست نہ کوئی مرض نہ کوئی درد تھا بروز بدھ کی شب میں یہ خواب دیکھا کہ جناب حافظ میاں صاحبؒ فرماتے ہیں کہ محمد میاں اب تم ضعیف ہو گئے ہو اب تم سے جاروب کشی بخوبی نہیں ہوتی ہے اب تم ہمارے پاس چلے آؤ۔ محمد خاں نے عرض کیا کہ حضور غلام کب تک خدمت میں حاضر آوے۔ ارشاد ہوا جمعہ کے روز صبح ہمارے پاس چلے آنا۔ عرض کیا بہت اچھا غلام بروز جمعہ حاضر ہوگا۔ محمد خاں صاحب خواب سے بیدار ہوئے نہایت شاد ہو کر بروز جمعرات کنجیاں درگاہ مقدس کی لے کر پہلے سجادہ نشین حضرت احمد نبی خاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب وسلام عرض کیا۔ سجادہ صاحب نے فرمایا کہ محمد خاں کیا بات ہے آج تم نہایت خوش وخرم نظر آتے ہو۔ محمد خاں صاحب نے عرض کیا کہ حضور آج کی رات میں نے خواب میں جناب حافظ میاں صاحبؒ کو دیکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ محمد خاں تم ضعیف ہو گئے ہو۔ تم ہمارے پاس چلے آؤ۔ میں نے کہا کہ حضور غلام کب حاضر ہووے، حکم دیا بروز جمعہ چلے آؤ۔ یا حضرت میں کنجیاں خانقاہ مبارک کی لایا ہوں یہ مجھ سے لے لیجئے گا میں کل کو ضرور خدمت حافظ صاحبؒ میں حاضر ہو جاؤں گا۔ جہاں حکم جناب کا ہووے وہاں دفن کر دینا۔ یہ سن کر سجادہ نشین حضرت احمد نبی خاں صاحب نے فرمایا کہ محمد خاں

تم اچھے خاصے تندرست ہو چلتے پھرتے ہو پھر تم کل جمعہ کو کیسے چلے جاؤ گے۔ عرض کیا حضرت غلام صحیح عرض کرتا ہے۔ مجھ سے جناب حافظ میاں صاحبؒ نے فرما دیا ہے۔ الغرض جناب نے کنجیاں لے لیں اور فرمایا خیر کل کو ہم بھی آکر دیکھیں گے۔ محمد خاں سجادہ صاحب سے رخصت ہو کر پیرجی وزیرالدین کے یہاں تشریف لائے اور کہا کہ کل ہم جناب حافظ میاںؒ کے قدموں میں جائیں گے آپ کل کو زیارت شریف تشریف لائیں اور مجھ کو غسل آپ دلوا دیں اور میرے پاس جو کمبل ہے وہ آپ لے لیں۔ پیرجی نے فرمایا مجھ کو تعجب ہے کہ تم نہایت اچھے ہو کس طرح مر جاؤ گے۔ خیر کل کو میں بھی آکر دیکھو وہاں سے محمد خاں پھر رخصت ہو کر قبر کھودنے والے کے پاس تشریف لائے اس سے کہ کہ کل صبح تم آکر ہماری قبر کھود دینا اور ایک چھتری ہمارے پاس ہے وہ تم لے لینا غرض تمام شہر مراد آباد میں جس جس سے ملاقات تھی سب سے رخصت ہو کر زیارت درگاہ میں شام تک حاضر ہوئے۔ ہر ایک دوست احباب کو تعجب تھا، جمعہ کے دن عشا نماز تک چلتے پھرتے رہے صبح کو نماز کے وقت محمد خاں صاحب لیٹ گئے۔ اُس وقت روحِ مبارک اس عالمِ فنا سے ملک بقا روانہ ہوئی قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون بروز جمعہ صبح کے وقت ہر ایک نے کہا کہ محمد خاں بلائے گئے ہیں چل کر د زیارت پاک میں آکر دیکھا تو واقعی محمد خاں حافظ میاں صاحبؒ کی طرف منہ کر کے دم فرمائے ہوئے ہیں۔ سچ ہے جو عاشق ہادی برحق پیر ومرشد ہوتے ہیں اُن کے ایسے مراتب ہوتے ہیں۔ جناب سجادہ میاں نے اندرونِ احاطہ درگاہِ معلی میں زیر درخت دفن فرمایا ؎

جان گئی جان تو جو یا کے پاس
پہونچا مریض اپنے مسیحا کے پاس

کھاری پانی کا میٹھا ہونا

درگاہ معلی کی مسجد میں جو کوئیاں پختہ ہے جناب حافظ میاںؒ کے وقت میں اس کا پانی نہایت شیریں تھا بعد وصال پانی کھاری ہوگیا۔ زمانہ بارش کا تھا محمد خاں پانی کے واسطے اسٹیشن گئے، بارش زیادہ ہونے لگی، پیر پھسلا گر گئے، چوٹ لگی۔ گھڑا بھی ٹوٹ گیا۔ روتے ہوئے یہ درگاہ حافظ میاں کے روبرو کھڑے ہوئے عرض کیا کہ غلام پانی کو گیا تھا، گر پڑا، چوٹ لگی گھڑا ٹوٹ گیا، جناب کوئیاں کا پانی شیریں فرما دیجئے۔ صبح کے وقت جو پانی پیا تو نہایت شیریں تھا۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔

بھٹکے ہوؤں کو راہِ راست پر لانے کے ۲ دو واقعات
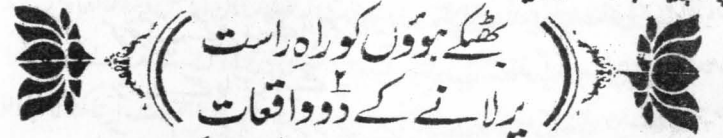
جناب گھیرے والے میاں صاحبؒ نے اپنی کتاب مذکورہ بالا میں یہ واقعات درج فرمائے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

واقعہ نمبر ۱ جناب حافظ شمس الدین خاں صاحب بریلوی نے جناب گھیرے والے میاں صاحب سے فرمایا کہ شیخ نور احمد رئیس مادھوپور ضلع پیلی بھیت، ایک عورت پر فریفتہ ہوگئے تھے۔ ہر چند اپنے رئیس ہونے کا مکر و فریب اس پر کیا مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ بہت روپیہ خرچ کیا مگر اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ غرض وہ حافظ شمس الدین کو لے کر حافظ میاںؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا سب حال بیان کیا۔ جناب حافظ میاںؒ نے فرمایا کہ تم اس کام کے واسطے کسی اور کے پاس چلے جاؤ وہ تمہارا یہ کام تعویذ گنڈے سے کر دے گا۔ نور احمد ہم کو تعویذ گنڈا آتا نہیں اور نہ ہم کرتے ہیں۔ ان دونوں نے عرض کیا کہ حضور

ہر چند تعویذ کئے مگر ناکام رہے آپ ہی اس مسئلہ کی مشکل کشائی کر سکتے ہیں۔ نور احمد نے کہا کہ میں آپ ہی کا غلام ہوں نام لیوا ہوں یہیں آستانے پر پڑا رہوں گا اور جاروب کشی کرتا رہوں گا اور بغیر جناب کے ارشادِ فیض کے نہیں جاؤں گا۔ جب حضور نے دیکھا کہ نور احمد بہت ہی بے چین ہے تو ارشاد ہوا نور احمد یہ بتلاؤ کہ اس عورت کا کیا نام ہے۔ نور احمد نے عرض کیا، حضور اس کا نام اکبری بیگم ہے۔ حضرت حافظ میاںؒ نے فرمایا کہ نور احمد تم اکبری بیگم کے دروازے پر جا کر یہ پکار دو کہ "اکبری نور احمد کے گھر آپڑی" اور خبردار حرام نہ کیجیو، عقدِ شرعی پہلے کر لیجیو۔ ارشاد سن کر دونوں صاحبان واپس گئے اور اکبری کے مکان پر پہونچ کر وہی الفاظ پکارے کہ فوراً اکبری کے تن بدن میں آگ عشقِ نور احمد لگی اور سب کو چھوڑ چھاڑ کر، نور احمد کے گھر میں آگئی۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ

واقعہ ۲ سہارن پور میں آپ کے مرید بہت تھے۔ حافظ میاں صاحبؒ کلیر شریف کے عرس سے واپس ہو کر رڑکی قیام فرماتے تھے۔ ایک مرید آسودہ حال صاحب جائیداد تھے مگر نشہ دنیا میں مخمور ایک طوائف پر عاشق اور فریفتہ ہوگئے۔ جس قدر سامانِ ظاہری تھا سب بیچ بیچ کر طوائف کو کھلا دیا۔ جب کچھ پاس نہ رہا تو طوائف نے بھی آنکھیں بدلیں اور کہنے لگی میاں کچھ لاؤ تو میرے گھر آؤ ورنہ تم جیسے ننگوں کا میرے یہاں کوئی کام نہیں ہے۔ خدارا میرے مکان پر نہ آیا کرو۔ اس ندامت اور غیرت سے وہ رئیس گھر پڑے رہتے تھے، باہر نہیں نکلتے تھے۔ حضرت حافظ میاںؒ نے فرمایا کہ ہمارا فلاں مرید کہاں ہے۔ خیریت سے ہے یا کہیں باہر گیا ہے۔ لوگوں نے اُن کے سب حالات بتا دیئے حضرت نے اس کے حق میں دعا فرمائی۔ وہ طوائف اس کے گھر آئی اور اس سے معافی مانگی اور آئندہ اپنا پیشہ چھوڑنے کا عہد کیا اس سے شادی کی اور عمر بھر خدمتِ شوہر میں مشغول رہی۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔

جنّات سے ملاقات
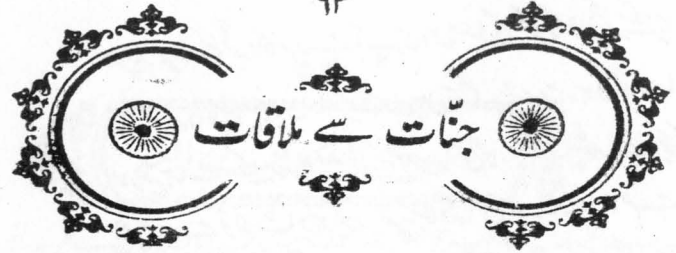
شاہ معاذ اللہ خاں صاحب رامپوری نے جناب گھیرے والے میاں صاحبؒ سے فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب صاحب جی صاحبؒ کے قل کا دن تھا قبلہ حافظ صاحبؒ بھی اس عرس میں تشریف لائے تھے۔ قریب ۹ بجے دن کا وقت ہوگا آپ کا قیام مزار شریف کی مسجد میں تھا۔ میں بھی حاضر ہوا، تھوڑی دیر ہوئی کہ دو اجنبی تشریف لائے اور حضرت حافظ میاںؒ کے پاس بیٹھ گئے اور حضرت حافظ میاںؒ اور ان دونوں اشخاص میں گفتگو ہوتی رہی لیکن وہ گفتگو مطلق میری سمجھ میں نہ آئی۔ جب دونوں اشخاص چلے گئے تو مجھ سے دریافت فرمایا کہ اے معاذ اللہ تم ان دونوں اشخاص کو جانتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو ان سے واقف نہیں ہوں اور نہ یہ رام پور کے رہنے والے ہیں۔ فرمایا تم نے سچ کہا یہ دونوں خدام حضرت صاحب جی صاحب کے ہیں۔ یہ دونوں جن ہیں ان کے نام نار اللہ شاہ اور خیر اللہ شاہ ہیں۔ ہر وقت درگاہ صاحب جی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں۔ جو شخص درگاہ میں ادب سے حاضر ہوتا ہے یہ اس کو جزا دیتے ہیں اور جو شخص بے ادبی سے حاضر ہوتا ہے یہ اس کو فوراً سزا دیتے ہیں۔ جناب معاذ اللہ خاں صاحب فرماتے ہیں کہ اس روز سے مجھ کو یقین ہوا کہ جناب حافظ میاںؒ صاحب ملکوۃ اور اجنہ سے گفتگو کرتے ہیں اور جن ملاقات کرنے تشریف لاتے ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔

شہاب الدین الٰہ آبادی کو مزار شریف بنانے کا شرف

یہ تو اوپر لکھا جا چکا ہے کہ قبلہ حافظ میاں صاحب کا وصال رامپور میں حلقہ والی زیارت پر ہوا تھا اور آپ کا جنازہ صوفی عنایت شاہ اور مریدین بڑی طغیانی میں لائے تھے وہ بھی آپ کی ایک کرامت تھی۔ الغرض ایک عرصہ تک مزار مبارک حضرت حافظ میاںؒ خام رہا۔ بڑے بڑے دولت مند خلفاء صوفی مشائخ سلسلہ میں تھے مگر کسی کا حوصلہ نہ ہوا کہ جناب کا مزار مبارک قبر یا قبہ بنایا جائے۔ کچھ عرصہ بعد شہاب الدین صاحب الہ آبادی کو جو آپ کے مرید تھے الہام ہوا کہ اے شہاب الدین ہمارے پاس مراد آباد چلے آؤ۔ آپ بڑے سچے عاشق زار تھے یہ ارشاد جناب کے فوراً آستانہ پیرو مرشد مراد آباد حاضر ہوئے قبر مبارک دیکھ کر بے ہوش ہوگئے۔ جب ہوش میں آئے دست بستہ عرض کیا کہ غلام حاضر دربار ہے۔ اگر جناب کا ارشاد ہو تو خدمت تعمیر قبہ بنانے کی غلام کو عطا کی جائے اسی روز خواب میں شب کو حضرت کے بھائی مولانا میاںؒ کو بشارت ہوئی کہ تم شہاب الدین کو اجازت قبہ بنانے کی دے دو ہم نے اس کو الہ آباد سے بلایا ہے۔ غرض صبح کے وقت قبلہ مولانا میاںؒ نے اجازت فرمائی کہ قبہ مبارک بنانا شروع کرو۔ کچھ عرصہ بعد بن کر تیار ہوگیا چادر مبارک مزار پر چڑھائی۔ آستانہ بوسی کر کے الہ آباد رخصت ہوئے۔

کچھ عرصہ بعد ارشاد ہوا کہ شہاب الدین تم نے قبہ مبارک تیار کیا ہے اب تم خانہ کعبہ مدینہ منورہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تم کو بلاتے ہیں فوراً چلے جاؤ۔ شہاب الدین کہتے ہیں کہ میں نے فوراً ارادہ مع اہلیہ کے کیا اور بخیریت خانہ کعبہ مدینہ منورہ سے مشرف ہو کر پھر آستانہ حضور پیرو مرشد حضرت حافظ میاں غریب نوازؒ میں حاضر ہوا۔

(مولانا میاں کے واقعات)

جب حضرت حافظ میاںؒ کا وصال ہوا تو آپ کے بھائی صاحب مولانا میاںؒ کو دستارِ مبارک سجادگی مسند نشین کی سپرد ہوئی۔ اس سے پہلے مولانا میاںؒ حالت مجذوب ذوق وشوق سے مشغول رہتے تھے۔ (آپ کے کچھ حالات آخر میں لکھ کر کتاب ختم کی جائے گی) اور ہمیشہ سر مبارک برہنہ ہوتا تھا۔ جس وقت سے دستار بندی ہوئی پھر کبھی آپ نے دستار سر مبارک سے نہ اتاری۔ خانقاہ میں درویشوں کو کھانا پہونچتا رہا۔ جناب حافظ میاں کے وقت میں خانقاہ چھپر خس تھی۔ اگر حافظ میاںؒ قبلہ چاہتے تو چاندی سونے کا تیار کرا لیتے حضرت حافظ میاںؒ نے دنیا پر ایسی لات ماری کہ کوئی سامان آرائش دنیا خانقاہ میں موجود نہیں تھا اوّل تو جناب نذر نہیں لیتے تھے اور اگر کسی کی خواہش سے نذر لے بھی لی تو اُسی وقت غریبوں، مسکینوں اور محتاجوں میں تقسیم کرا دیا کرتے تھے اکثر اوقات اپنا کھانا مہمانوں کو کھلایا کرتے تھے اور آپ صاف رہ جایا کرتے تھے۔ غریب مسکینوں کو ہمیشہ سو سو، دو دو سو روپے کا توشہ کھلاتے تھے۔ جناب حافظ میاںؒ اپنے وقت کے قطب تھے۔ مولانا میاں مجذوب صفت تھے دنیا کے معاملات سے بے خبر تھے۔ ایامِ بچپن سے ایامِ وصال تک کسی سے اپنی بھوک کا ذکر نہیں کیا۔ اپنے والد صاحب حضرت فقیر شاہ صاحب سے تعلیم علم سینہ بسینہ ادا فرمائی۔ آپ کے واقعات مختصراً حسب ذیل گھیرے والے میاں صاحب کی کتاب سے لکھے جاتے ہیں۔

پیر سے وابستگی

پہلا واقعہ

جناب مولانا میاں صاحب کو سیر گشت سے زیادہ شوق تھا اور پیر پرستی کا یہ عالم تھا کہ جناب صاحب جی صاحبؒ کے ایک خلیفہ محمود خاں صاحب رامپوری بھی تھے۔ ذکر اذکار صاحب جی صاحبؒ کے محمود خانصاحبؒ کی زبان مبارک سننے کی غرض سے روزانہ پیدل مرادآباد سے رامپور جایا کرتے تھے۔ رات میں ایسے وقت میں جایا کرتے تھے کہ فجر کی نماز ندی رجھیڑا پر ادا ہوتی تھی جو قریب چھ میل ہے اور ظہر کی نماز واپس ہو کر مرادآباد ہوتی تھی۔ بعد نماز کچھ کھانا نوش فرمایا کرتے تھے۔ محمود خاں صاحب کا تا حیات یہی حال رہا۔ جب محمود خانصاحب کا انتقال ہو گیا تب آپ ندی کو سی اتر کر جاتے تھے۔ کبھی مولانا میاں نے جوتا نہیں پہنا اور جس جگہ آپ آستانہ پیرانہ عظام پہونچے پا برہنہ رہتے تھے۔

دوسرا واقعہ

ایک مرتبہ جناب فقیر شاہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ مولانا میاں تم سڑک پر کھڑے رہو جو گاڑی لکڑیوں کی نکلے دس بارہ آنے میں پوری گاڑی خرید لینا۔ اتنے میں ایک گاڑی لکڑیوں کی گاڑی والا بیچنے لایا۔ اس سے معلوم کیا کہ تو یہ لکڑیاں بیچتا ہے کیا قیمت ہے۔ اس نے کہا بیچتا ہوں چھ آنے پیسہ لوں گا جناب مولانا میاں نے فرمایا کہ ہم چھ آنے نہیں جانتے ہیں۔ اگر تو دس بارہ آنے لیوے تو ہمارے ساتھ چل۔ وہ گاڑی والا حریص طبیعت آپ کے ہمراہ گاڑی لایا۔ جناب قبلہ فقیر شاہ صاحب نے دریافت کیا کہ مولانا میاں یہ لکڑیاں کتنے میں خرید کر لائے ہو، عرض کیا کہ دس بارہ آنے میں خرید کر لایا ہوں۔ جناب نے بھی دس بارہ آنے بتائے تھے وہی میں نے یاد رکھے حالانکہ وہ لکڑیاں پانچ چھ آنے کی تھیں مولانا میاں کی خوشی کے باعث خرید فرمائیں

تیسرا واقعہ ایک مرتبہ مسجد زیارت شریف جناب حافظ میاں صاحبؒ میں بعد نماز عشاء آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اس روز لنگر زیارت شریف پر تھا۔ جو کچھ درگاہ شریف میں درویش تھے سب فاقہ سے تھے۔ جب وقت گیارہ بجے کا آیا ایک شخص سر پر خوان لے کر آیا۔ مولانا میاں سے عرض کیا کہ حضرت کھانا لے کر حاضر ہوا ہوں فرمایا بہت اچھا پہلے مہمانوں کو کھلا دو۔ غرض کہ مہمانوں کو کھلا دیا گیا۔

چوتھا واقعہ ایک درویش نے عرض کیا کہ چراغ میں تیل نہیں ہے۔ مولانا میاں نے ارشاد فرمایا کہ اگر روغن نہیں ہے تو چراغ کی بتی کو بڑھا دو یعنی زیادہ بڑھا دو۔ بتی کو بڑھا دیا گیا۔ حقیقت میں روغن نہیں تھا تمام رات چراغ اسی طرح روشن رہا صبح کے وقت وہ چراغ خود خاموش ہوگیا ایسی صدہا کرامتیں مولانا میاں سے ظہور میں آئی ہیں۔

پانچواں واقعہ ایک مرتبہ حضرت مولانا میاں موضع کمال پور میں جہاں میاں قاسم شاہ صاحب تشریف رکھتے تھے سیر گشت کرتے ہوئے تشریف لائے۔ جناب قاسم شاہ صاحب اور موضع کے آدمیوں نے عرض کیا کہ مولانا میاں اب کی مرتبہ ہمارے گاؤں میں چوہے بہت ہیں فصل کو کھا کھا کر برباد کر دیا ہے آپ دعا فرمائیں کہ چوہے دفع ہو جائیں۔ یہ سن کر مولانا میاںؒ نے فرمایا کہ میاں چوہوں کو کھانے دو۔ آئندہ سال گذشتہ سے غلہ ہر ایک کھیت میں ہر کاشتکار کے یہاں زیادہ پیدا ہوگا۔ کچھ غم و فکر کی بات نہیں ہے اور فرمایا کہ تمام سال گذشتہ سے زیادہ جس کے یہاں غلہ پیدا ہو وہ غلہ عرس جناب حافظ میاںؒ میں ضرور بھیجے۔ آخر بہ فرمان حضرت مولانا میاںؒ کے تمام گاؤں میں غلہ سب کے یہاں زیادہ پیدا ہوا اور بہ حساب بیشی غلہ عرس میں نذر کیا گیا

جناب حافظ میاں نے جناب قاسم شاہ صاحب سے ارشاد فرمایا کہ اس قدر غلہ زیادہ لانے کا کیا باعث ہے قاسم شاہ صاحب نے تمام حال چوہوں کا اور مولانا میاں کے فرمان کا قصہ سنایا۔ مولانا میاں کے ارشاد و حالات اظہر من الشمس ہیں۔

چھٹا واقعہ ایک واقعہ یوں ہے کہ جب حضرت مولانا میاںؒ کو سیر گشت جنگل میں کرتے ہوئے ایک مدت گذر گئی۔ حضرت حافظ میاں نے ارشاد فرمایا کہ بھائی مولانا میاں کو سیر جنگل سے ابھی سیری نہیں ہوئی ہے اب وہ اگر تشریف لائیں تو ان کو پیش امام بنا دینا اور ہم بھی ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اتفاق سے اسی روز بوقت صبح کہیں سے سیر گشت کرتے ہوئے سر پا برہنہ مسجد میں تشریف لائے۔ خدام نے عرض کیا کہ یا حضرت آج ظہر کی نماز آپ پڑھا دیجئے گا۔ فرمایا کہ ہم نماز نہیں پڑھایا کرتے ہیں جب عصر کا وقت ہوا تو حافظ میاں کے پاس تشریف لائے۔ کچھ دیر تک راز و نیاز کی باتیں ہوتی رہیں جب حضرت حافظ میاںؒ نے ارشاد فرمایا کہ مولانا میاں آج نماز عصر تم کو پڑھانی ہوگی اور ہم بھی تمہارے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ عرض کیا کہ دادا میرے پیچھے نماز کسی کی نہیں ہوگی۔ مجھے معاف فرمائیے گا۔ فرمایا نہیں آج نماز طریقت پڑھاؤ۔ چنانچہ مولانا میاں نے نماز پڑھائی اور ان کے پیچھے جناب حافظ میاں اور تمام خدام بارگاہ اور درویشوں نے نماز ادا کی۔ خدام بارگاہ نے عرض کیا کہ حضرت ہم نے اللہ اکبر کہہ کر نیت کی اسی وقت سے سلام تک ہم کو دنیا و ما فیہا کی کوئی خبر نہیں تھی۔ سبحان اللہ آج کیسی نماز تھی۔ جناب مولانا میاں نماز پڑھا کر تشریف لے گئے۔ جب کبھی خدام بارگاہ نے عرض کیا کہ حضرت نماز پڑھا دیجئے آپ فرما دیتے تھے کہ ہمارے پیچھے کسی کی نماز نہیں ہوتی ہم نہیں پڑھائیں گے بتاحیات حضرت حافظ میاںؒ کے کوئی ایسا موقع وقت نماز نہ ہوا کہ حضرت مولانا میاں نماز پڑھا

حافظ میاں کی عقیدت

حافظ میاں صاحب اکثر پیران کلیر شریف بادشاہ دوجہاں مخدوم صابر سلطان الاولیا؛
میں تشریف رکھا کرتے تھے ہر وقت مراغب یا حضور رہتے تھے۔ ادب کا یہ حال تھا کہ
حد پیران کلیر شریف میں کبھی آپ ضرورت کو نہیں بیٹھتے تھے یہاں تک کہ پان کھانا بھی ترک کر
دیتے تھے۔ حضرت حافظ میاں صاحب کو قرب اور شوق زیادہ مخدوم پاک سے تھا۔
ایک مرتبہ حافظ صاحب مارہرہ تشریف رکھتے تھے اور یہاں مرادآباد میں عشرہ محرم
میں فوجداری ہندو مسلمانوں میں ہوگئی اور ہندو مسلمان میں فساد کے دوران دونوں طرف
کے لوگ مارے گئے اور حضرت حافظ میاں صاحبؒ کے چھوٹے بھائی ہدایت علی خاں
صاحب پر مقدمہ قتل کا قائم کر دیا گیا اور ان کے پولیس بہت سر رہی اور ان کو گرفتار کر لیا گیا
قبلہ حافظ میاں صاحب کے کشف انکشاف جذب عاشقیت اور معشوقیت کرامات
کی یہ حالت تھی کہ باتوں باتوں میں ہر جگہ کے واقعات بیان فرماتے اور عقدہ کشائی خلق
کی فرماتے تھے۔ آپ کو کشف سے معلوم ہوا کہ ہدایت علی خاں مقدمۂ قتل میں گرفتار ہو گئے
ہیں۔ سجادہ نشین شاہ ابوالحسن سے فرمایا کہ مرادآباد چلتے ہیں۔ ہدایت علی خاں پر قتل کا مقدمہ
ہو گیا ہے۔ شاہ ابوالحسن صاحب کو تعجب ہوا کہ نہ کوئی آدمی نہ خط مرادآباد سے آیا پھر جناب
کو کیونکر معلوم ہوا کہ ہدایت علی خاں گرفتار ہو گئے۔ غرض کہ حافظ میاں صاحب مع شاہ جی
عنایت شاہ صاحب مرادآباد تشریف لائے اور قصد پیران کلیر شریف کا فرمایا۔
پیدل کے راستے مع شاہ جی صاحب ہفتہ عشرہ میں پیران کلیر شریف پہونچے۔ قبلہ
حافظ صاحب نے وضو کیا اور روضہ مبارک کا دروازہ بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ۲-۳

منٹ میں ہی حافظ میاں صاحب قبہ مبارک سے باہر تشریف لائے فرمایا الحمدللہ! قتل
سے بری ہو گئے۔ قیام نہ فرمایا، فوراً واپسی فرمائی۔ براہ راست تشریف لا رہے تھے۔
جب موضع کانٹھ کے قریب تشریف لائے تب ایک شخص راستے میں ملا اس نے بیان
کیا کہ حضرت جناب کے بھائی ہدایت علی خاں صاحب فلاں تاریخ وقت مقدمہ سے بری
ہو گئے ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ اور کوئی طالب نقش کی غرض سے آتا تھا تو وہ جرأت ہمت
عرض کرنے کی نہیں کرتا تھا اور نہ جناب ہی کسی کو تعویذ یا نقش عطا فرماتے تھے اگر کسی نے
عرض کیا تو آپ زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے کہ ہاں ہاں وہ کام ہو جائے گا

قطب وقت رفت

وصال حضرت حافظ صاحب

بیان ہو چکا ہے کہ آقا و مولا حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے چالیس سلسلوں
میں بزرگان کاملین وقت سے فیض یافتہ و خلیفہ و مجاز تھے۔ ایک زمانہ تھا مارہرہ شریف رہ کر
چند بزرگان قادریہ سے فیض حاصل کیا۔ خصوصاً سلسلہ چشتیہ و قادریہ میں حضرت محمود شاہ
صاحب سے بیعت ہوئے جن کا مزار شریف رامپور میں دریائے کوسی پر واقع ہے۔ ان
کے پیرومرشد حضرت غلام حسین شاہ صاحبؒ جو حضرت حافظ عبدالرحمٰن صاحبؒ سے
اور یہ حضرت ملا آخون عبدالکریم شاہ صاحب قدس سرہ العزیز سے بیعت تھے یعنی رامپور
رہ کر دادا پیر کے حضور سے مراتب و مدارج روحانی تمام فرمائے۔ حضرت ملا آخون صاحب
کا مزار شریف رامپور حلقہ والی زیارت، کے نام سے مشہور ہے۔ اس محلہ کا نام ہی حلقہ والی
زیارت ہو گیا ہے کیونکہ یہاں ہر جمعہ کو حلقہ ہوتا ہے الغرض حضرت حافظ نے دادا پیر حضرت
ملا صاحب کے مزار شریف پر رہ کر ریاض، ذکر و شغل یا دالہٰی اور مراقبہ میں دن گذارتے تھے

(نتیجہ خیر، خاتمہ بالخیر)

واہ واہ کیا تعلق روحانی پیر و مرشد حضرت حافظ صاحب کا وصال سال ۱۲۹۷ھ میں دادا پیر ملا صاحب کے مزار شریف پر ہوا۔ حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد (۱۲۹۷ھ)
قطب وقت رفت ۱۱۱ ۵۰۶ ۶۸۰ مادہ سال وفات ہوتا ہے

حضرت حافظ صاحب کی وصیت تھی کہ آپ کی تدفین والد صاحب حضرت فقیر شاہ صاحب کے مزار پر کی جاوے۔ چنانچہ اقربا، مریدین، معتقدین کو وصیت شریف کے مطابق جنازہ مبارک مراد آباد لانے کی فکر ہوئی۔ اس وقت تک ریل نہ ہونے کی وجہ عام آمد و رفت خشکی اور دریائے رام گنگا میں کشتی کے ذریعہ ہوتی تھی۔ یہ موسم برسات کا تھا اور دریا رام گنگا میں شدید طغیانی آئی ہوئی تھی۔ جنازہ مبارک لانے کے لئے ملاحوں سے ناؤ لگانے کے واسطے کہا لیکن انھوں نے خطرناک طغیانی سے خوفزدہ ہوتے ہوئے کشتی لگانے سے انکار کر دیا۔ مگر حاضرین، مریدین اور اہل اللہ حضرات نے ملاحوں کی ہمت بندھائی اور کہا کہ وہ اللہ کا نام لے کر کشتی لگائیں۔ اللہ تعالیٰ محافظِ حقیقی ناؤ کو کنارے لگا دے گا۔ بالیقین تصرف تھا کہ ملاح تیار ہو گئے۔ کشتی لگائی گئی اللہ کا نام لے کر جسدِ مبارک ناؤ پر رکھدیا گیا۔ کشتی کے بندھن کھول دیئے۔ کشتی خدا پر چھوڑ دو، فضل خدا جو ہو سو ہو۔

بندش سے آزاد ہو کر کشتی رواں ہوئی۔ طوفانی موجوں اور ہیبت ناک تھپیڑوں میں کشتی منزل کی طرف چلی جا رہی تھی۔ کرامت مرشدی کارفرما تھی۔ الحمد للہ! کشتی میں پانی کی بوند تک کا اثر نہ ہوا۔

خدا دوست، نیکوکاروں اور بزرگوں کی عافیت و سلامتی کے حامی و متین خدا بزرگ و برتر نے کشتی منزلِ مقصود یعنی کنارے پر قبلہ والد مکرم شیخ طریقت حضرت فقیر شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے مزار شریف سے ملحق و متصل مامور و مامون کر دی۔

کثیر التعداد معتقدین منتظرین نے خلد آشیاں فردوس مکاں پیر و مرشد حضرت حافظ صاحب کا جنازہ مبارک ہاتھوں ہاتھ کشتی سے لے لیا و بموجب وصیت والد بزرگوار مرشد ابرار حضرت فقیر شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے مزار شریف کے برابر سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ کے مقبول اور پیارے بندوں کے فیض روحانی اور کرامت کے مشاہدات۔ سبحان اللہ

(مولانا قاسم نانوتوی)

سلطنت مغلیہ کے زوال اور انگریزوں کی بڑھتی ہوئی طاقت نے ملک کے اندر انتشار پیدا کر دیا۔ قومی قیادت کمزور پڑ گئی۔ ایسے وقت میں مولانا قاسم نانوتوی اور سر سید احمد خاں قومی کشتی کے ناخدا بنکر سامنے آئے۔ مولانا قاسم نانوتوی نے ۱۸۶۷ء میں دار العلوم دیوبند اور سر سید نے مدرسہ قائم کیا۔ جس نے آگے چل کر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی شکل اختیار کی۔ اس طرح ملک کے گوشے گوشے میں علم کی روشنی پھیلی۔ مولانا قاسم نانوتوی پہلی بار مراد آباد تشریف لائے اور مدرسہ شاہی کی داغ بیل ڈالی۔ وہ قبلہ حافظ صاحب سے ملنے دہری گھاٹ کٹ گھر گئے۔ نماز عصر کا وقت تھا قبلہ حافظ صاحبؒ نے چاہا کہ مولانا نماز پڑھائیں۔ بہت اصرار کیا بالآخر مولانا نے حافظ صاحبؒ کو مصلے کی طرف بڑھایا۔ اس طرح حافظ صاحبؒ کی امامت میں نماز پڑھی۔ معتقدین کے اصرار پر آپ نے خطاب فرمایا۔ دورانِ خطاب تین بار آواز بلند فرمایا کہ اے لوگو! حافظ صاحبؒ کو پہچانو، اِن کی قدر کرو، ان سے خیر اور روشنی حاصل کرو۔

(واقعہ کے راوی جناب مقبول حسن شمسی مراد آبادی)

معتقد پیرانہ سال بزرگ کا بیان

ایک پیرانہ سال بہت ضعیف العمر گیسو دراز، ریش وابرو سفید، مرد نیک مزار شریف پر آیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک صحبت میں فرمانے لگے "آپ لوگ حافظ صاحب کو کیا جانیں۔ ہم نے دیکھا تھا ہم سے پوچھئے۔ حضرت اقدس دراز قد نہایت حسین وجمیل تھے۔ چہرۂ مبارک پر نور بڑی چمک دمک والا تھا۔ آنکھوں میں زبردست کشش اور جلال تھا۔ کسی کو نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے۔ اگر باتفاق کسی پر نظر پڑ جاتی تو بس میں لوٹ جاتیں۔ جسم مبارک مضبوط مگر گوشت پوست بہت کم۔ ہر وقت مشغول ومصروف ذکر رہتے۔ ہر عضو بدن حتیٰ کہ دہن مبارک سے ذکر کی آواز سنائی دیتی تھی۔ ذکر جہر کا یہ عالم تھا کہ جب الا اللّٰہ کی ضرب لگاتے تو آواز کوسوں دور سنائی دیتی تھی۔

یہ کیف واثر کہ بیٹھنے والے کو حرارت ایمان نور یقین اور تعلق اللّٰہ کا گرانقدر سرمایہ میسر ہوتا۔

مستورات (صنف نازک) غیر محرم کی جانب کبھی نظر نہ فرماتے۔ اس لئے کہ ہمہ وقت یادِ الٰہی میں مشغول اور مشاہدۂ حق میں رہتے۔ آپ مجرد تھے۔ کٹ گھر میں جو عورتیں آتیں جہاں موجودہ رکشا اسٹنڈ ہے اس سے آگے عورتوں کو جانے کی اجازت نہ تھی حضرت کو اپنے کشف اور روحانیت سے آنے والی عورتوں کی ضرورتوں کا علم ہو جاتا اور حضرت ان کی حاجتوں کے مطابق تعویذ یا دم کیا ہوا پانی اپنے مرید کے ہاتھ بھیج دیتے تھے۔ ہم ہی جانتے ہیں کہ حافظ صاحب کیسے کشف وکرامات والے عظیم المرتبہ بزرگ تھے۔ زہد و تقویٰ، فنافی الشیخ اور فنافی اللّٰہ جیسی بے مثال خوبیوں کے مخزن وبیش بہا خزانہ تھے دیکھے۔

اللّٰہ کے نوازنے کے انداز نرالے ہیں۔ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللّٰہ علیہ کی ولادتِ مبارک کے تذکرہ میں احقر کو اپنے نانا صاحب مرحوم ومغفور کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ کی والدہ محترمہ تین روز تک حافظ صاحب کو دودھ نہیں پلا سکیں کیونکہ آپ کی نظریں آسمان کی طرف لگی تھیں اور ضرب لگاتے۔ آپ کی والدہ صاحبہ اس عجیب بات سے متحیر اور خوفزدہ ہوئیں آخر کار تیسرے روز والدہ صاحبہ حضرت قبلہ فقیر شاہ رحمۃ اللّٰہ علیہ نے قرب وجوار کے بزرگوں اور درویشوں کو مدعو کر کے اور دعوت کا انتظام کیا (فرمایا)۔ اس موقع پر پہلے حضرت فقیر شاہ صاحب نے خود دعائیں اور کلمات طیبہ پڑھ کر حافظ صاحب کے سر پر ہاتھ رکھ کر دم فرمایا۔ پھر تمام بزرگوں نے باری تعالیٰ کے حضور میں ان کے لئے دعائیں کیں اور دم کیا اور حضرت فقیر شاہ صاحب نے انہیں والدہ ماجدہ کی آغوش مبارک میں دیتے ہوئے فرمایا۔ کوئی فکر کی بات نہیں ہے بچہ پیدائشی ولی ہے۔ اب تک ذکر جہر ضرب لگا کر کرتے ہیں اب آئندہ خفی میں ذکر کریں گے۔ اس کے بعد حافظ صاحبؒ نے اچھل کر ضربیں لگانا موقوف کر دیا۔ ولی صادق وارشد کے بیٹے ولی کامل وارشد رحم اللہم اجمعین۔

نواب شاہ غلام حسین الملقب فقیر شاہ صاحب

قدس سرہ العزیز (حضرت حافظ صاحب کے والد قبلہ) حضرت غلام حسین شاہ صاحب
ابن ملا آخون عبدالکریم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز ہوئے۔ انہوں نے حضرت فقیر شاہ
صاحب سے تفویض خلافت وعطائے خرقہ مبارک فرمایا تو خلعت نوابی آتار کر خرقہ
فقیری زیب کیا اسی روز سے "فقیر شاہ صاحب" کے لقب سے مثل نام مشہور ہیں۔
آپ کا وصال ۱۲۷۰ھ میں ہوا مادہ سال وفات "والعاقبة للمتقين" ۱۲۷۰ ہے
۶۱۰ ۶۶۰

حضرت شیخ الاولیاء فقیر شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی رحلت کے قریب کا یہ
واقعہ احقر نے اپنی نانی صاحبہ اور دوسرے بزرگوں سے سنا کہ ایک نماز جمعہ سے
فارغ ہو کر جب حضرت مکان تشریف لائے تو اپنے ساتھ کورے مٹکے بدھنے اور
پارچہ کفن اور آم لائے اپنی زوجہ سے کہا "آم کھالو"، جیسا کہ معمول ہے انھوں نے کہا
کہ رکھو کھالوں گی۔ اس پر حضرت نے ان سے فرمایا مگر ان ہاتھوں سے کھانا نصیب نہ
ہوگا۔ چنانچہ انھوں نے آم کھائے اور حضرت چادر اوڑھ کر چارپائی پر لیٹ گئے اور جان
جان آفریں کے سپرد کر دی۔

احقر نے حضرت قبلہ حافظ صاحب علیہ الرحمۃ کے اُن کے دستِ مبارک کے
لکھے ذیل کے تین مصرعے دیکھے ہیں۔

ہیہات ہیہات اے پسر کہ طالب نہ یافتم
اکلِ حلال صدق مقالت نہ یافتم
رازِ دردں بہ کس نمی گویم ازیں سبب

محفل سماع کا کچھ ذکر

عرس میں مقامی وبیرونی صوفیاء کرام کافی تعداد میں شرکت فرماتے۔ ان بابرکت
حضرات کی شرکت وقیام سے بڑی رونق رہتی۔ ان بزرگوں سے ملاقات اور دعاؤں کے
لئے عوام کی آمد و رفت اور صحبتوں کے سبب درگاہ اور خانقاہ میں خاصہ مجمع رہتا۔
دوسرے اوقات کے علاوہ خصوصی محفلِ سماع میں ان صوفیا حضرات اور مقا
زائرین سے درگاہ شریف کا پورا صحن دروازے تک بھر جاتا۔
بموقعہ عرس درگاہ شریف کے سالانہ حاضر باش قوالوں میں کہنہ قوالی کے ما
احقر نے ان کی ضعیفی میں انھیں دیکھا تھا اور حاجی علی احمد صاحب عرف صوفی چھٹن صا
مرادآبادی کو فارسی اور ہندی کا پرانا صوفیانہ کلام بہت یاد تھا، خوب پڑھتے تھے۔ ا
درگاہ شریف کی خاص چوکیوں میں نظام الدین مشہور للہ اور غفور وشکور مدالہ وا
اور چاند خاں عثمان خاں (پسران ممن خاں)، پٹیالے والے کر کے مشہور تھے۔ ممن خا
حافظ صاحب کے سلسلہ سے تھے اور اسی عقیدت سے خود اور ایسے لڑکوں کو قوال
بناتے تھے اسی وجہ سے بڑے نوازے گئے مقامی چھمی قوال بھی پرانا حاضر باش قوال تھ

ایک محفلِ سماع کی وجدانی کیفیت

میرا ابتدائے سن شعور کا زمانہ تھا میرے چھوٹے نانا حضرت احمد ن
خانصاحب کی صحبت میں محفل سماع کا ایک پرکشش اور وجد آمیز منظر آنکھوں میں ہے
عجیب کیفیت کا عالم تھا۔ جس محفلِ سماع میں خدا دوست فقراء حضورِ قلب کے سا
نشست فرما ہوتے کیا کہا جائے۔ سکون وخاموشی اور یاد اللہ کی کیا کیفیات تھیں اللہ ال

نظر نظر ہے عیاں لا الہ الا اللہ نفس نفس میں نہاں لا الہ الا اللہ

سرِ محفل جناب گھیرے والے میاں صاحبؒ، جناب صوفی محبوب شاہ صاحب (قادری باغ)، جناب ابراہیم صاحب کندرکی والے، صوفی ولایت حسین صاحب، صوفی سراج الحق صاحب (ضلع ایٹہ) حضرت سائیں لو باشاہ صاحب رحمہم اللّٰہم اجمعین حضرات کے نورانی اور پرکشش چہرے کو دیکھ کر خدا یاد آئے۔ زائرین اور شائقین کے مجمع سے پوری درگاہ شریف بھری ہوئی باوجود ازدہام پورا سکوت مکمل خاموشی غرض بڑی دل آویز و دل پذیر فضا تھی۔ ۱۹۴۲ء کا واقعہ ۱۲ شوال وقت دو بجے شب، دسمبر کا مہینہ، سردی شباب پر، غفور شکور قوال گا رہے تھے۔ یکایک ایک بہت بڑا سانپ دریا کی طرف سے بیٹھے ہوئے لوگوں کے بیچ میں نکل کر اول حضرت فقیر شاہ صاحب کے مزار شریف میں داخل ہوا اور طواف کر کے ان کے دروازے سے نکل کر حافظ صاحب کے مزار کا طواف کیا، بعدہٗ زنان خانہ میں چلا گیا اس وقت قوال اس شعر کے الفاظ برجستہ کی تکرار کر رہے تھے۔

تمہارے در کا کتا ہوں، کمینہ ہوں کدھر جاؤں
تمہیں بتلاؤ کہاں جا کر اپنے ہاتھ پھیلاؤں

میرے ماموں عزیز النبی خاں اور محمود النبی خاں صاحبان (خدا ان کو غریقِ رحمت کرے) قوال سے متصل تشریف فرما تھے ان پر عجیب کیف طاری تھا۔ تکرار ہو رہی تھی گویا محویت اور بے خودی کی بارش تھی۔ پوری محفل بے حس و حرکت بے خود و بے جان ہو کر رہ گئی تھی۔ یہ کرامت اور روحانیت اور صحبت کاملین کا نقشہ احقر نے دیکھا۔ تمام درویش کاملین عالمِ استغراق میں بے جان مجسمہ بس اس عالم میں کہ سہ نگاہ و دل میں بجز نور ذات کچھ نہ رہا
تبھی جب سے وردِ زباں لا الٰہ الا اللّٰہ

ترکیب ایصالِ ثواب

شجرہ شریف کے اول و آخر درود چشتیہ ۳، ۳ بار۔ سورۃ الحمد شریف ایک بار۔ آیۃ الکرسی ایک بار۔ سورۃ اخلاص ۳ بار، پڑھ کر اس کا ثواب بارواح پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، ارواح پاک صحابہ کرام اور بزرگانِ عظام سلسلہ چشتیہ کے پہنچا دے۔ مرشد اگر بقید حیات ہوں تو ان کے واسطے ترقی مراتب کی دعا کرے۔ ایک مرتبہ یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اَلْحِقْنِیْ بِمُحَبَّتِكَ وَحَبِیْبِكَ بِبَرَكَةِ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ

درود شریف چشتیہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ مِائَةَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّةٍ

ترکیب ذکر جہر

بارہ تسبیح خاندان چشتیہ، صابریہ، حسینیہ، ذرائیہ استغفار ۳ بار، درود شریف ۳ بار۔ کلمہ طیبہ ۳ بار یا کلمہ طیبہ ہر بار محمد رسول اللہ کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم آہستہ آہستہ دل میں پڑھیں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۲۰۰ بار اِلَّا اللّٰهُ ۴۰۰ بار۔ اَللّٰهُ اَللّٰهُ ۲۰۰ بار اللہ اللہ (ایک سانس میں) ۴۰۰ بار اور بعد کو یا حق یا حق ۲۰۰ مرتبہ یا بھیک ۲۰۰ مرتبہ

ترکیب پنج گنج

بعد نماز فجر	یَا عَزِیْزُ یَا اَللّٰهُ	۱۱۱ مرتبہ
بعد نماز ظہر	یَا کَرِیْمُ یَا اَللّٰهُ	۱۱۱ مرتبہ
بعد نماز عصر	یَا جَبَّارُ یَا اَللّٰهُ	۱۱۱ مرتبہ
بعد نماز مغرب	یَا سَتَّارُ یَا اَللّٰهُ	۱۱۱ مرتبہ
بعد نماز عشاء	یَا غَفَّارُ یَا اَللّٰهُ	۱۱۱ مرتبہ

دُعائیں و وظائف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

امابعد۔ اللہ جل شانہٗ نے اپنے بندوں کو دُنیا و آخرت کی نعمتوں سے نوازتے ہوئے انبیاء علیہم السلام کو دو چیزیں خاص طور پر دے کر مبعوث فرمایا ایک تو دُعا دوسری دعوت۔

آج کے دور میں جبکہ عموماً ہزار فتنوں لاکھوں پریشانیوں کا سامنا ہے کہیں نئی نئی بیماریاں وعوارض لاحق ہیں اور بداخلاقیوں، ناموسِ مذہب اور عصبی حقوق العباد کے قضیہ پیش ہیں۔ ضروریاتِ روزمرہ معاشی تنگیاں سامنے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان سب کا علاج صرف اس میں ہے کہ دعوت و تبلیغ کے فرائض وخدمت انجام دینے کے ساتھ ہر وقت اور ہر حال کے مناسب ان دعاؤں کے مانگنے کا اہتمام کیا جائے جن کو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے مانگا۔ جیسے جیسے دین

کی قربانیاں عام ہوں گی، دُعاؤں میں جان پڑے گی۔ اور جتنا دُعاؤں کا اہتمام ہوگا۔ دین کی محنتیں شرفِ قبولیت حاصل کریں گی۔ انشاء اللہ ہمارا عقیدہ و ایمان اور یقینِ باوثوق ہے کہ کلام الٰہی میں بے پایاں تاثیر و برکت ہے۔ دُعا جزوِ عبادت ہے لہٰذا جو دعائیں مانگنی ہیں وہ مانگی جائیں اور جو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں انبیاء علیہم السلام کو تلقین فرمائی اور انہوں نے ارشادِ الٰہی کے مطابق وہ دعائیں مانگیں اور اللہ نے انہیں شرفِ قبولیت بخشا۔

قبولیتِ دُعا کے لئے لازم ہے کہ ہر دعا دل سے مانگی جائے۔ اس جگہ احقر مرتب بہت معتبر و مستند ملفوظات سے اقتباس کرکے آدابِ دُعا کی سطور اس کے بعد دُعائیں لکھ رہا ہے۔

۱ — خورد ونوش اور لباس میں اکلِ حرام سے پرہیز۔

۲ — پاک وصاف اور باوضو ہونا۔

۳ — قبلہ رُو ہوکر دوزانو بیٹھنا۔

۴ — دُعا کے اول و آخر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بعد ہر اک دعا کے شروع اور آخر میں رسالتمآب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درودِ پاک بھیجنا۔

۵ — دُعا کرتے وقت حد درجہ عاجزی، انکساری، ذلت وبیچارگی اختیار کرنا۔

۶ — دُعا کے وقت آسمان کی طرف نگاہ نہ اُٹھانا۔

۷ — دونوں ہاتھ اٹھا کر اور پھیلا کر دعا مانگنا۔

٨ — اپنے گناہوں کے اعتراف کے ساتھ بصد عاجزی دُعا مانگے۔

٩ — اپنی تمام جائز اور نیک حاجتوں کے پورا ہونے کی دُعا مانگے۔

١٠ — انبیاء کرام اور اللہ کے نیک بندوں کے وسیلے سے۔

١١ — عزم ویقین اور انتہائی رغبت وشوق اور خلوص قلب سے دعا مانگے

١٢ — دل کی گہرائیوں سے رو رو کر ایک ہی دُعا بار بار مانگے۔

١٣ — فراغت دُعا کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے۔

قبلہ وکعبہ مرشدی آقائی حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مریدین، معتقدین کی دریافت یا ان کے عرض حال کے مناسب یا خود بہ نفس نفیس تعلیم وتلقین فرمائی تھیں۔ سب بغرض رفاہ ومفید عام لکھی جاتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ارباب عقیدت وطریقت ورد پابندی کے بعد فَهُوَ الْمُرَاد کامیاب وفیضیاب ہوں گے۔

برادران محترم! معمولات واوراد کی پابندی کے بارے میں شہنشاہِ ہند خواجہ غریب نوازؒ کا فرمان نقل ہے کہ:

"ہر ورد یا وظیفہ پڑھنے والے کو لازم ہے کہ کبھی ناغہ نہ کرے۔ اگر کار وبار دنیوی یا کسی اور سبب ناغہ ہوجاوے تو شب میں پڑھ لے کیونکہ اس باب میں حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

تَارِکُ الْوِرْدِ مَلْعُوْنٌ — "ورد کو چھوڑنے والا ملعون ہے"

اور اسی ضمن میں یہ روایت نقل فرمائی:

ایک روز مولانا رضی الدین گھوڑے سے گر پڑے اور پاؤں ٹوٹ

گیا۔ جیسے ہی اپنے مکان پر تشریف لاتے سوچا یہ بلا کہاں سے آئی۔ یاد آیا کہ آج صبح حسب معمول یٰسین شریف نہیں پڑھی تھی۔

اور یہ حکایت بھی بیان فرمائی کہ "حضرت خواجہ عبد اللہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے وظیفہ ناغہ ہوگیا۔ آواز غیب سے آئی: اے عبد اللہ جو عہد کہ تونے ہم سے کیا تھا۔ وہ آج توڑ دیا یعنی وظیفہ پڑھنا بھول گئے

ان روایات کا مقصد یہ ہے کہ بحکم پیر ومرشد جو اوراد ووظائف مقرر کئے جائیں وہ ہرگز ناغہ نہ ہوں (اس لئے کہ وظیفہ سے وظیفہ ہے یاد سے یاد ہے) اور حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ مجھے اپنے بزرگان سے ملا ہے۔ میں نے ہمیشہ اس کے ادا کرنے میں کمی نہیں کی۔ لہٰذا میں تم کو بھی ہدایت کرتا ہوں کہ درود وظیفہ ناغہ نہ کرنا۔ (اقتباس از معین الارواح)

گناہوں کی معافی

حضرت آدم علیہ السلام کو جب ابلیس لعین نے بہکا کر شجر ممنوعہ کھلا دیا اور خالق حقیقی نے اس تقصیر پر جنت سے باہر کردیا۔ تب حضرت آدم علیہ السلام نے اعترافِ تقصیر۔ معافی کے لئے بارگاہِ رب میں دُعا کی:

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ

ترجمہ:- اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر بڑا ظلم کیا ہے اور اگر تونے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو یقیناً ہم بڑے ہی خسارہ میں پڑنے والے لوگوں میں ہوجائیں گے

(کلام پاک پارہ اول گناہوں کی معافی کے لئے دعا جو اللہ کی بارگاہ میں قبولیت کا درجہ پاچکی ہے۔

جن یا دماغی خلل کے اثر کے لئے

اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰكُمۡ عَبَثًا وَّاَنَّكُمۡ اِلَيۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ ○ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الۡمَلِكُ الۡحَـقُّ ج لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡكَرِيۡمِ ○ وَمَنۡ يَّدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرۡهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ ط اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ الۡكٰفِرُوۡنَ ○ وَقُلۡ رَّبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ ○

پارہ ۱۸ سورہ مومنین آخری آیات

ترجمہ :- تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف لوٹ کر آنا نہ ہوگا۔ تو بہت بلندی والا ہے۔ اللہ سچا بادشاہ ہے کوئی معبود نہیں سوا اس کے، عزت والے عرش کا مالک اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو پوجے جس کی اُس کے پاس کوئی سند نہیں، تو اس کا حساب اس کے رب کے یہاں ہے۔ بے شک کافروں کو چھٹکارا نہیں۔ اور تم عرض کرو، اے میرے رب بخش دے اور رحم فرما اور تو سب سے برتر رحم کرنے والا ہے۔

کسی پر جن کا اثر ہو یا خلل دماغی ہو آیاتِ مذکورہ پڑھ کر اس کے کان میں پھونک دی جائے انشاءاللہ ٹھیک ہو جائے گا۔ ایک دفعہ ایک شخص ایسا ہی مبتلا عبداللہ ابن مسعودؓ کے سامنے سے گذرا، انہوں نے اس کے کان میں پڑھ کر یہ آیات پھونک دیں وہ فوراً اچھا ہو گیا۔ اس امر کی اطلاع حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو فرمایا "قسم ہے اس خدا کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر یقین صدق کے ساتھ اس دعا کو پڑھ کر پہاڑ پر پھونک دے تو وہ بھی اپنی جگہ سے ٹل جائے گا۔

اسلامی تعلیم کا نچوڑ سورۃ آل عمران کا آخری رکوع

اِنَّ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى الۡاَلۡبَابِ سے رکوع کی آخری آیت تک یعنی يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اصۡبِرُوۡا وَصَابِرُوۡا وَرَابِطُوۡا قف وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ○

ترجمہ :- اے ایمان والو! صبر کرو اپنے دین پر اور اس کو کسی شدت یا تکلیف کی وجہ سے نہ چھوڑو (حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ صبر نفس کو ناگوار امر پر روکنا ہے)۔

کیا خوب ہو کہ پڑھنے والے رکوع شریف ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ تلاوت فرمائیں تاکہ اس میں جو معانی پوشیدہ ہیں غور و فکر کے بعد آشکارا ہو جائیں اور روح کو تازگی میسر آئے اس رکوع شریف کے بعد نمازِ اشراق روزانہ پڑھنے کا معمول کریں۔

اوّل و آخر ۳، ۳ مرتبہ درود شریف پڑھئے اور گیارہ مرتبہ لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ سے آخر تک پڑھئے۔

ترجمہ :- ہم نے تمہیں میں کا ایک رسول تمہارے پاس بھیجا جو تم پر مہربان ہے اور تمہاری تکلیف اس پر شاق گذرتی ہے اور مومنین پر وہ شفقت اور محبت رکھتا ہے۔ اور کافر اب بھی نہ مانیں تو اللہ پر توکل کرو وہ تمہاری مدد کو کافی ہے وہ اللہ ایک ہے اسی پر توکل کرو وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔

میرے ورد میں قریب ۲۰ سال سے ہے۔ کرمِ خداوندی، تصدقِ مرشدین کرام کی بڑی رحمتیں و برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔ انشاءاللہ ہر صاحبِ ورد پر بعید از قیاس رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوگا۔

نیک اور صالح اولاد

رَبِّ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

پارہ ۲۶ سورۃ احقاف ۴۶ جزو آیۃ ۱۵

ترجمہ :- میرے فائدہ کے لئے میری اولاد کو صالح بنا۔ میں آپ کی جناب میں رجوع لایا ہوں (ہر امر جس میں تیری رضا ہو) اور میں مسلمان ہوں (تیرا فرمانبردار ہوں)

اس کی تفسیر میں علامہ سیّد عبدالدائم الجلالی تحریر فرماتے ہیں کہ یہ دعا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے کی۔ خدا نے اسے قبول فرمایا اور اُن کے ماں باپ کے ساتھ خود اُن کی اولاد بھی مومن ہوئی اور اصل ونسل کی یہ مجموعی نعمتیں ان کے سوا کسی اور صحابی کو میسّر نہیں آئیں۔ ہر نمازی ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے۔ انشاء اللہ مقصد پورا ہوگا۔

گناہوں کی مغفرت کے لئے

ارشاد مبارک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد پڑھنا لازم کرے سُبْحَانَ اللہِ ۳۳ بار۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۳ بار۔ یہ تینوں ۹۹ بار ہوئے۔ اس کے بعد ایک بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اسے تسبیح فاطمہؓ کہتے ہیں۔

مولوی محمد میاں صاحب نے اس طرح بھی لکھا ہے سُبْحَانَ اللہِ ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار اور آیت الکرسی ایک مرتبہ قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ ایک مرتبہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ایک مرتبہ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ایک مرتبہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کرکے اور یہ ہاتھ سر سے پیر تک بدن کے تمام اگلے حصہ پر پھیر لو اس طرح تین مرتبہ کرو۔ اس عمل کو مستحب لکھا ہے۔

ہر مشکل آسان ہر مصیبت ٹل جائے رزق وہاں سے ملے جہاں سے خیال اور گمان نہ ہو

(۱) حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ سے ڈرنے والوں کی مشکل خدا آسان کر دیتا ہے اور بے گمان روزی پہونچاتا ہے۔ گناہوں کی وجہ سے انسان روزی سے محروم ہو جاتا ہے۔ تقدیر کو لوٹانے والی چیز صرف دعا ہے۔ عمر میں زیادتی کرنے والی چیز خوش سلوکی ہے۔ نیچے لکھی آیت شریف کے نزول کے بارے میں حضرت عوف بن مالک کا واقعہ لکھا ہے۔ ان کے فرزند کو مشرکین نے قید کر لیا تو عوفؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے یہ بھی عرض کیا کہ میرا بیٹا مشرکین نے قید کر لیا ہے اور اس کے ساتھ ہی اپنی محتاجی و ناداری کی شکایت کی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ڈر رکھو اور صبر کرو اور کثرت سے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھتے رہو۔ عوفؓ نے گھر آکر اپنی بیوی سے کہا اور دونوں نے پڑھنا شروع کیا وہ پڑھ ہی رہے تھے کہ بیٹے نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ دشمن غافل ہو گیا تھا۔ اس نے موقعہ پایا اور قید سے نکل بھاگا اور چلتے ہوئے چار ہزار بکریاں بھی دشمن کی لے آیا۔ عوفؓ نے خدمتِ اقدس آنحضورؐ میں ہو کر دریافت کیا کہ یہ بکریاں ان کے لئے حلال ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی (وہ سب مال تمہارا ہے جو چاہو کرو) اور یہ آیت پاک نازل ہوئی کہ اللہ سے ڈرنے والوں کی مشکل خدا آسان کر دیتا ہے اور بے خیال و گمان روزی دیتا ہے دیہ آیت پاک

(پارہ ۲۸ سورۃ طلاق ۶۵ آیت ۲، ۳)

مَن كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهِ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝

ترجمہ:- جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔ بیشک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے۔ بے شک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے (یعنی اپنے علم سے مقرر کر رکھا ہے) آیت ۲ کی تفسیر میں لکھا ہے۔ "جس سے وہ دنیا و آخرت کے غموں سے خلاصی پائے۔ اور ہر تنگی و پریشانی سے محفوظ رہے۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص اس آیت کو پڑھے اللہ اس کے لئے شبہات دنیا، غمرات موت و شدائد روز قیامت سے خلاصی کی راہ نکال دے گا اور اس آیت کی نسبت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ میرے علم میں ایک ایسی آیت ہے جسے اگر لوگ محفوظ کر لیں تو ان کی ہر ضرورت و حاجت کے لئے کافی ہے۔ (نقل از القرآن العظیم)

نظر کے اتار کے لئے

حضرت مولانا سیّد عبدالدائم صاحب جلالی نے اپنی تفسیر پارہ ۱۳ سورہ یوسف میں لکھا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو ہدایت فرمائی کہ یہ سب نہایت حسین و جمیل تھے۔ اے بیٹو تم سب ایک دروازے سے داخل نہ ہونا علیحدہ علیحدہ دروازوں سے داخل ہونا کیونکہ نظرِ بد کا اندیشہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ نظر حق ہے حضرت امام احمد کی روایت میں اس کے ساتھ اتنا زیادہ ہے کہ نظر کے ساتھ آدمی کا حسد اور شیطان ملا ہوا ہوتا ہے۔

حضرت امام مسلم کی روایت ہے کہ نظر بد اونٹ کو ہانڈی اور آدمی کو قبر میں داخل کر دیتی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نواسوں حسنین کے لئے بطور تعویذ یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ (از ظفر جلیل)

میں تیرے لئے اللہ کے پورے کلموں کے واسطے سے ہر شیطان اور زہریلے جانور اور ضرر پہونچانے والی ہر آنکھ سے پناہ چاہتا ہوں۔ (بخاری شریف)

نوٹ:- یہ دعا لکھ کر تعویذ بنا کر بچہ کے گلے میں ڈال دیا جائے اور اگر خدانخواستہ نظر لگے تو یہی پڑھ کر پھونک دیا جائے۔ اسی طرح ایک دفعہ حضور پر نور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کا اثر ہوا طبیعت سخت ناساز ہوگئی جبریل آئے یہ افسوں پڑھ کر پھونکا۔

حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کے بچے بہت خوبصورت اور گورے گورے رنگ کے تھے انہوں نے حضور اقدس ؐ سے عرض کیا کہ ان کو نظرِ بد جلد لگ جاتی ہے۔ کیا نظرِ بد لگنے کے لئے میں ان پر رقیہ و افسوں پڑھوں۔ ارشاد ہوا "ہاں"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نظر لگنے والے کو وضو کراتے اور پھر اسی وضو کے پانی سے غسل دینے کا حکم دیتے جسے نظر لگی ہو۔

سوتے وقت پڑھنے کی دعا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ حضور سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سوتے وقت مندرجۂ ذیل دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْئٍ خَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَمُنْزِلَ التَّوْرَاتِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْئٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْئٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْئٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْئٌ اَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْئٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ ۝

ترجمہ:- یا اللہ، پروردگار آسمانوں کے اور اے پروردگار زمین کے اور اے پروردگار عرشِ عظیم کے، اے پروردگار ہمارے اور اے پروردگار ہر چیز کے، اے پھاڑنے والے دانے اور گٹھلی کے یعنی اگانے کے لئے، اور اے نازل کرنے والے توریت اور انجیل اور قرآن کے۔ پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ تیری بڑائی (بزرگی) کے اور ہر چیز کے کہ تو اس کی پیشانی کے بال پکڑنے والا ہے یعنی تیرے قبضہ و قدرت میں ہے۔ اے اللہ تو ہی سب سے پہلے ہے، تجھ سے پہلے کچھ نہ تھا۔ تو ہی آخر ہے تیرے بعد کچھ نہیں۔ تو ہی ظاہر ہے یعنی باعتبارِ صفات کے یا غالب ہے۔ تیرے اوپر کوئی چیز نہیں ہے اور تو ہی پوشیدہ ہے باعتبار ذات کے۔ پس نہیں ہے تیرے نیچے کوئی چیز۔ ادا کر ہم سے قرض اور مفلسی دور کر کے ہم کو غنی کر دے (نقل کی مسلم اور چاروں اور ابن ابی شیبہ اور ابو یعلی نے) یہ دعا پڑھ

کر ہاتھوں پر دم کر کے سر سے پیر تک اور سامنے اور پشت پر جہاں تک ہاتھ پہونچے سارے جسم پر ہاتھ پھیر لے۔

بموجب ارشاد پاک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔

مزید شب میں سوتے وقت اور صبح اٹھنے پر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۳ بار قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ایک بار قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ایک بار۔

(بخاری و مسلم)

علاوہ:- میرے پیرو مرشد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "جب سو کر اٹھو تو گیارہ مرتبہ یَا بَاسِطُ پڑھے اور ماتھے پر سیدھے ہاتھ کی طرف یَا بُدُّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھے کہ حرف ح کے دائرہ میں سب حروف آجائیں۔ لکھنے کے بعد یہ دیکھے کہ کون سا نتھنا چل رہا ہے اُسی طرف کا قدم چارپائی سے اٹھا کر رکھے۔

نوٹ:- بنظر رفاہِ عام و ارباب عقیدت احقر مرتب سب کو اجازت دیتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تو نے اپنے بستر پر پہلو رکھا اور سورۂ فاتحہ اور سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھ لی تو موت کے علاوہ ہر چیز سے بے خوف ہو گیا۔ (حصن عن البزار)

ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ بتایئے جو (سوتے وقت) پڑھ لوں جبکہ اپنے بستر پر لیٹوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھو کیونکہ اس میں شرک سے بیزاری کا اعلان ہے۔

(مشکوٰۃ عن الترمذی)

سوتے وقت دستک

جملہ آفات سے محفوظ رہنے کا عمل میرے نانا صاحب قبلہ نے مجھے بچپن ہی میں یہ طریقہ دستک بتلایا تھا جس کو میں جب ہی سے کرتا ہوں اور وہ بھی اس کے عامل تھے۔ سونے سے پہلے یہ کلمات (شعر) تین دفعہ پڑھیں۔

شیخ فرید نے کی نابند — خواجہ قطب نے کی ناہباؤ

سانپا، چورا، شیرا، بھیڑیا — چاروں چیزیں دیں بدھاؤ

دونوں ہاتھوں کی ہتھیلی پر پھونک کر تین مرتبہ دستک دی جائے انشاءاللہ چور، شیر، سانپ اور بھیڑیئے اور دیگر آفات سے رات میں نجات رہے گی۔

انسدادِ مفلسی وتنگ دستی

حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب گنجینۂ معرفت (کیمیائے سعادت) میں تحریر فرماتے ہیں۔ روایت ہے کہ ایک شخص حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ دنیا نے مجھے چھوڑ دیا ہے اور میں تنگ دستی اور مفلسی میں مبتلا اور سخت عاجز ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ صلوٰۃ ملائکہ اور تسبیح سے تجھے خبر نہیں کہ وہ اس کے ہی سبب سے روزی پاتے ہیں۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فرمایئے وہ کیا ہے۔ حضور رسالت مآب نے فرمایا سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللہَ ہر روز قبل نماز فجر سو مرتبہ پڑھا کرے تو دنیا تیری طرف رجوع کرے گی تو لے یا نہ لے۔

دیگر تحریر فرمایا ہے کہ یہ استغفار سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ پڑھے اس کی نسبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اس استغفار کو پڑھتا ہے، سارے غم اس کے دور کر دیئے جاتے ہیں اور جس تنگی میں ہوتا ہے خلاصی پاتا ہے اور اس کو اس جگہ سے روزی پہونچتی ہے کہ وہ خود بھی نہیں جانتا۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ ہر روز ستر مرتبہ پڑھتا ہوں لائقِ غور وفکر، جب آقائے نامدار مدینہ کے تاجدار افضل الصلوٰۃ والتحیات کا معمولِ مبارک تھا تو پھر کیا یہ افضل اور بہتر نہ ہوگا کہ کوئی مومن کسی وقت توبہ واستغفار سے خالی نہ رہے۔ اللہ جل شانہ ہم سب کو اس کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔

مزید فرمایا کہ سوتے وقت یہ کلمات پڑھ لیا کرے تو اس کے سارے گناہ معاف ہوں اَسْتَغْفِرُ اللہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔

ادائیگی قرضہ کے لئے

گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف۔ سورہ مزمل شریف روزانہ گیارہ مرتبہ بمعہ اول وآخر

فضیلت سورۂ واقعہ

حضرت ابن مسعودؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک نقل کیا ہے کہ جو شخص ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھے اس کو کبھی فاقہ نہ ہوگا اور حضرت ابن مسعودؓ اپنی بیٹیوں کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ وہ ہر رات میں اس سورۃ کو پڑھا کریں۔

فضائل سورۂ یٰسین شریف

ایک روایت میں ہے کہ ہر چیز کے لئے ایک دل ہوتا ہے۔ قرآن پاک کا دل سورۂ یٰسین شریف ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو سورۂ یٰسین کو صرف اللہ کی رضا کے واسطے پڑھے اس کے پہلے سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ پس اس سورۃ کو اپنے مُردوں پر پڑھا کرو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ سورۂ یٰسین شریف میرے ہر امّتی کے دل میں ہو۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ جس نے سورۂ یٰسین شریف اور والصّٰفّٰت جمعہ کے دن پڑھی اور پھر اللہ سے دعا کی تو دعا پوری ہوتی ہے۔

حالت نزع میں پڑھنے سے جاں کنی اور سکرات کی تکلیف میں آسانی ہو جاتی ہے۔

ارضی وسماوی اور ہر قسم کے مصائب سے بچنے کیلئے

سورۃ الحمد شریف ایک بار، آیت الکرسی ایک بار، قل ہو اللہ احد تین بار معوذتین تین بار اور آخر میں گیارہ مرتبہ یہ پڑھیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الَّذِيۡ لَا يَضُرُّ مَعَ اسۡمِهٖ شَيۡءٌ فِي الۡاَرۡضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ۔

دشمن سے مقابلہ کے وقت پڑھے

آنحضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی کسی دشمن سے مقابلہ ہو تو یہ پڑھے لَا یُنۡصَرُوۡنَ انشاء اللہ تعالیٰ دل کی دہشت اور خوف دور ہو جائیگا دشمن کے اوپر اثر ہوگا اور وہ مغلوب ہوگا۔ اس طرح کامیابی اور فتح نصیب ہوگی۔

اَللّٰھُمَّ اھۡدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ط

کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ

حق حق حق

شجرۂ عالیہ قادریہ

ہے ثنا اُس خالقِ کونین کی — اور نعت اُس سیّدِ دارین کی
اُن کے آل و یار ہیں جو ذوالکرام — رحمتِ حق اُن پہ ہووے دم بدم
قادری شجرہ کو میں اے طالبان — نظم میں پڑھتا ہوں تاکہ ہو عیاں
پہلے کرتا ہوں شروع مرشد کا نام — وِرد اپنا ہے یہی بس صبح و شام
رہبرِ کامل محبّ ہر ولی — شاہ صوفی مولوی محمد نبی
دستگیر دو جہاں حافظ حسین — شہ فقیر بادشاہ کے نورِ عین
نام لے تو دل سے شہ محمود کا — ہے وسیلہ یہ تری بہبود کا
مقتدا و پیشوا و نورِ عین — رہنمائے دو جہاں شاہ حسین
مرشد اُن کے آلِ احمد ذو النسب — عرف میں اچھے میاں جن کا لقب
شاہِ حمزہؓ مظہرِ حق الیقین — سیّد آلِ محمد فخرِ دین
شاہ بو البرکات قطبِ دو جہاں — شاہ فضل اللہ مقبولِ زماں
سیّد احمد کالپی ہے اُن کی جا — بعدہٗ سیّد محمد رہنما
مرشد اُن کے شہ جمال اولیاء — یعنی وہ منظورِ انظارِ خدا
شہ ضیاء الدین مقبولِ خدا — خلق میں مشہور تھے قاضی جیا

تھے محمد اور بھکاری مشتہر — ہادیٔ راہِ طریقت پُر اثر
شیخ ابراہیم مشہور ایرچی — اور بہاء الدین بیشک تھے ولی
سیّد احمد اور تھے سید حسنؓ — سیّدِ موسیٰ تھے سب وہ نیک تن
مقتدائے دو جہاں سید علیؓ — اور محی الدین ثانی تھے ولی
شہ ابو صالح امامِ صالحاں — عبدِ رزاق ابن غوثِ دو جہاں
تھے محی الدین قطب العارفین — غوثِ اعظم عرش کے مسند نشین
بو سعید و بو الحسن شمس الضحےٰ — بو الفرح طرطوسی تھے بدر الدجےٰ
عبد واحد تھے بن عبد العزیز — اور تھے بو بکر شبلی پُر تمیز
شیخ ابو القاسم جنیدِ ذو الکرام — تھا بہ بغدادِ شریف اُن کا مقام
سرّی و سقطی بہ تسلیم و رضا — خواجۂ معروفِ کرخی باصفا
تھے علی موسیٰ رضا شاہِ جہاں — موسیٰ کاظم امامِ عارفاں
جعفرِ صادق امامِ مسلمیں — باقرِ کامل امامِ مومنیں
مقتدا عالم کے زین العابدین — تھے حسینؓ ابن علی کے جانشین
تھے امام دوسرا حضرت حسینؓ — مصطفےٰ اور مرتضےٰ کے نورِ عین
تھے علیؓ مرتضےٰ مشکل کشا — والدِ حسنینؓ اور شیرِ خدا
تھے محمد مصطفےٰ محبوبِ حق — تھے وہ احمد مجتبےٰ مطلوبِ حق
اُن کی ارواحوں کی برکت سے خدا — سختیٔ دارین سے لیجو بچا

ختم کر اے شاہ شجرے کو بزود
بھیج ارواحِ محمد پر درود

شجرہ چشتیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد بیحد اس خدائے پاک کو — اور سلام اُس سیدِ لولاک کو
رحمتِ حق ہوجیو اُن پر مدام — آل اور اصحاب پر انکے تمام
بعد اس کے شجرۂ پیران چشت — نظم میں پڑھ تو جو ہو اہلِ بہشت
کر تو اوّل نام مرشد کا شروع — اور جناب کبریا میں ہو رجوع
رہبر کامل محبت ہر ولی — شاہ صوفی میاں محمد نبی
فخرِ فقرائے کامل دارین — عابد و زاہد و حافظِ قرآن
بنِ شاہ فقیر علی حسین — ماہر شرع واعظِ فرقان
دستگیر دو جہاں حافظ حسین — شہ فقیر بادشہ کے نور عین
ہادیِ راہِ خدائے دستگیر — مقتدا و پیشوا شاہِ فقیر
رہنما و پیشوا و نور عین — یعنی تھے وہ حضرت شاہ حسین

مرشد اُن کے حافظ قرآن تھے — عبدِ رحمٰن کامل انسان تھے
مرشد اللہ اُن کے تھے ملا فقیر — نام خاص عبدالکریم دست گیر
مرشد اُن کے شہ عنایت اللہ تھے — رات دن مشغول ذکر اللہ تھے
عرف میں میرانجی سید شاہ بھیک — بوسعید نام پاک اُن کا تو سیکھ
شہ ابوالعالی و مقبولِ خدا — یاد میں حق کی تھے وہ صبح و مسا
شیخ داؤد اور گنگوہ انکی جا — شیخ صادق بوسعیدِ باخدا
اور نظام الدین بلخی رہنما — تھے جلال الدین تھانیسر تھی جا
قطب عالم عبدقدوس اُن کا نام — تھے محمد شیخ عارف ذوالکرام
احمد عبدالحق ردولی اُن کی جا — تھے جلال الدین کبیرالاولیا
تھے وہ شمس الدین شمس الحق دین — عارف باللہ تھے وہ بالیقین
احمد صابر علاء الدین علی ! — حضرت مخدوم بے شک تھے ولی
تھے فرید الدین وہ گنج شکر — خواجہ قطب الدین دہلی پُر اثر

تھے معین الدینؒ امام چشتیاں　　خواجۂ ہند الولی فخرِ زماں

خواجۂ عثمانؒ ہارون اُن کا مقام　　تھے شریف زندنی حاجی تھا نام

خواجہ قطب الدین مودودی لقب　　خواجہ یوسف ناصر الدینؒ با ادب

تھے محمدؐ زاہد مقبولِ دین　　تھے ابی احمدؒ وہ ابدال اوّلیں

تھے ابو اسحاق شام اُنکا مقام　　وہ علو ممشاد دینوری تھا نام

تھے ہبیرہ نام بصرہ اُن کی جا　　تھے حذیفہ مرعشی اہلِ صفا

حضرت سلطان ابراہیم شاہ　　ابنِ ادہمؒ بلخی با عز و جاہ

تھے فضیل ابنِ عیاض با خدا　　عبدِ واحد ، ابن زیادِ رہنما

تھے حسن بصری وہ ہادی پیشوا　　تھے امامِ دو جہاں وہ مقتدا

تھے امیر المومنین مشکل کُشا　　بوترابِ مرتضیٰ شیرِ خدا

تھے محمد مصطفیٰ صلوا علیہ　　تھے رسول رہنما صلوا علیہ

اُن کی ارواحوں کی برکت سے سدا　　دین و دنیا میں رہوں میں یا خدا

آرزو میری یہی ہے اے خدا　　آپ سے مجھ کو نہ کر ایکدم جدا

ختم کر اے شاہ شجرہ کو بزود

بھیج ارواحِ محمد پر درود
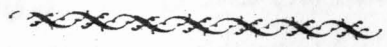
فہرست اسمارِ بزرگانِ سلسلۂ عالیہ قادریہ

تاریخ وصال وجائے مرقد شریف

نمبر شمار	نام بزرگان	تاریخ وصال شریف	نام مقام مزار مبارک
۱	صوفی محمد نبی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۲۰ر جون سنہ ۱۹۳۹ء	کٹ گھر مراد آباد
۲	حضرت حافظ علی حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۵ر رمضان	" " " "
۳	حضرت محمد محمود شاہ صاحب "	۸ر ذی الحجہ	رام پور شریف
۴	حضرت شاہ غلام حسین صاحب "	۱۹ر رمضان	" "
۵	حضرت سید شاہ آل احمد صاحب "	۱۷ر ربیع الاوّل	مارہرہ شریف
۶	حضرت سید شاہ حمزہ صاحب "	۱۴ر محرم	" "
۷	حضرت سید شاہ آل محمد صاحب "	۱۶ر محرم	" "
۸	حضرت سید شاہ برکت اللہ صاحب "	۱۰ر محرم	" "

نمبر شمار	نام بزرگان	تاریخ وصال شریف	نام مقام مزار مبارک
۹	حضرت سید شاہ فضل اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۱۴ر ذیقعدہ	مارہرہ شریف
۱۰	حضرت سید احمد صاحب "	۱۹ر صفر	کالپی شریف
۱۱	حضرت سید محمد صاحب "	۲۶ر شعبان	"
۱۲	حضرت مخدوم جمال اولیاء صاحب "	۲۹ر رمضان	"
۱۳	حضرت شیخ ضیاء الدین صاحب "	۲۲ر رجب	جے پور
۱۴	حضرت شیخ محمد بھکاری صاحب "	۱۷ر ذیقعدہ	جوار جے پور
۱۵	حضرت شیخ ابراہیم ایرچی صاحب "	۵ر ربیع الثانی	ایرچ شریف
۱۶	حضرت شیخ بہاؤ الدین صاحب "	۷ر ذی الحجہ	جوار گیلان شریف
۱۷	حضرت سید احمد جیلانی صاحب "	۱۹ر محرم	بغداد شریف
۱۸	حضرت سید حسن صاحب "	۲۶ر صفر	"
۱۹	حضرت سید موسیٰ صاحب "	۱۳ر رجب	"
۲۰	حضرت سید علی صاحب "	۲۳ر شوال	"
۲۱	حضرت سید محی الدین صاحب "	۲۲ر ربیع الاول	"
۲۲	حضرت سید محمد ابو صالح صاحب "	۲۷ر رجب	"
۲۳	حضرت سید عبدالرزاق صاحب ابن غوث پاک صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۶ر شوال	"
۲۴	حضرت سید میران محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی "	ربیع الثانی	"
۲۵	حضرت شیخ ابو سعید فخرمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۷ر شعبان	قصبہ فخرم شریف
۲۶	حضرت شیخ ابو الحسن بن محمد یوسف القریشی صاحب رح	۱ر محرم	جوار قریش شریف
۲۷	حضرت شیخ ابو الفرح طرطوسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۳ر شعبان	طرطوس شریف

نمبر شمار	نام بزرگان	تاریخ وصال شریف	نام مقام مزار مبارک
۲۸	حضرت شیخ عبدالواحد بن شیخ عبدالعزیز تمیمی صاحب رح	۲۶ر جمادی الثانی	قصبہ تمیم شریف
۲۹	حضرت شیخ ابوبکر شبلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۱۰ر ذی الحجہ	جوار بغداد شریف
۳۰	حضرت خواجہ جنید بغدادی صاحب "	۶ر رجب	"
۳۱	حضرت خواجہ سری سقطی صاحب "	۳ر رمضان	بغداد شریف
۳۲	حضرت خواجہ معروف کرخی صاحب "	۲ر محرم	کرخ شریف
۳۳	حضرت سید امام علی موسیٰ رضا صاحب "	۲۱ر رمضان	مشہد مقدس
۳۴	حضرت سید امام علی موسیٰ کاظم صاحب "	۵ر رجب	بغداد شریف کہنہ
۳۵	حضرت سید امام جعفر صادق صاحب "	۱۵ر رجب	مدینہ منورہ جنت البقیع
۳۶	حضرت سید امام محمد باقر صاحب "	۷ر ذی الحجہ	مدینہ منورہ "
۳۷	حضرت سید امام زین العابدین صاحب "	۱۸ر محرم	"
۳۸	حضرت امام حسین شہید کربلا علیہ السلام	۱۰ر محرم	کربلائے معلیٰ
۳۹	حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ	۲۱ر رمضان	نجف اشرف
۴۰	حضرت سید المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ	۱۲ر ربیع الاول	مدینہ منورہ۔

فہرست اسمار بزرگان سلسلہ طیبہ چشتیہ

تاریخ وصال وجائے مرقد شریف

نمبر	نام بزرگان	تاریخ وصال	مقام
۱	حضرت صوفی افضل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۳، ۴، ۵ر شعبان	مین پوری شریف
۲	حضرت مولوی صوفی سید محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۲۹ر ربیع الاول ۱۳۲	کٹ گھر مراد آباد
۳	حضرت حافظ علی حسین شاہ صاحب "	۵ر رمضان	"

نمبر شمار	نام بزرگان	تاریخ وصال شریف	نام مقام مزار مبارک
۴	حضرت صوفی فقیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۱۳ر شوال ۱۲۷ھ	کٹ گھر مراد آباد
۵	حضرت شاہ غلام حسین صاحب 〃	۹ر رمضان	رام پور شریف
۶	حضرت حافظ عبد الرحمٰن صاحب 〃	۱۳ر رمضان	〃
۷	حضرت شیخ عبد الکریم صاحب 〃	۲ر شعبان	〃
۸	حضرت شاہ عنایت اللہ صاحب 〃	۵ر رمضان	بہاولپور شریف
۹	حضرت سید شاہ بھیک صاحب 〃	۵ر رمضان	کڑام شریف
۱۰	حضرت شاہ ابو المعالی صاحب 〃	۱۲ر ربیع الاول	انبہٹہ شریف
۱۱	حضرت شیخ داؤد گنگوہی صاحب 〃	۶ر رمضان	گنگوہ شریف
۱۲	حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۱۹ر محرم	〃
۱۳	حضرت شیخ ابو سعید گنگوہی صاحب 〃	یکم ربیع الثانی	〃
۱۴	حضرت شیخ نظام الدین بلخی صاحب 〃	۸ر رجب	بلخ شریف
۱۵	حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری صاحب 〃	۱۴ر ذی الحجہ	تھانیسر شریف
۱۶	حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی قطب عالم صاحب رح	۲۲ر جمادی الثانی	گنگوہ شریف
۱۷	حضرت شیخ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۱۲ر ربیع الثانی	ردولی شریف
۱۸	حضرت عارف صاحب 〃	۲۱ر شوال	
۱۹	حضرت مخدوم شیخ احمد عبد الحق ردولوی صاحب رح	۲۶ر جمادی الثانی	〃
۲۰	حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی صاحب رح	۱۲ر ربیع الاول	پانی پت شریف
۲۱	حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی صاحب رح	۱۰ر جمادی الثانی	〃
۲۲	حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر صاحب رح	۱۳ر ربیع الاول	کلیر شریف

نمبر شمار	نام بزرگان	تاریخ وصال شریف	نام مقام مزار مبارک
۲۳	حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۵ر محرم	پاک پٹن شریف
۲۴	حضرت خواجہ قطب الدین دہلوی صاحب 〃	۱۴ر ربیع الاول	دہلی
۲۵	حضرت خواجہ معین الدین چشتی صاحب 〃	۶ر رجب	اجمیر شریف
۲۶	حضرت خواجہ عثمان ہارونی صاحب 〃	۶ر شوال	مکہ معظمہ
۲۷	حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی صاحب 〃	۳ر رجب	قنوج
۲۸	حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی صاحب 〃	غرہ رجب	چشت
۲۹	حضرت خواجہ یوسف ناصر الدین صاحب چشتی 〃	۳ر رجب	〃
۳۰	حضرت خواجہ محمد متبول چشتی صاحب 〃	۱۴ر ربیع الاول	〃
۳۱	حضرت ابی احمد ابدال اویس چشتی صاحب 〃	یکم جمادی الثانی	
۳۲	حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی صاحب 〃	۱۴ر ربیع الاول	شام
۳۳	حضرت خواجہ علو ممشاد دینوری صاحب 〃	۱۴ر محرم	دینور
۳۴	حضرت خواجہ ہبیرۃ البصری صاحب 〃	۷ر شوال	بصرہ
۳۵	حضرت خواجہ حذیفۃ المرعشی صاحب 〃	۵ر شوال	مرعش شریف
۳۶	حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی صاحب	۲۸ر جمادی الاول	شام
۳۷	حضرت خواجہ ابن عیاض صاحب 〃	۳ر ربیع الاول	مکہ معظمہ
۳۸	حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید صاحب 〃	۱۷ر صفر	بصرہ یا مکہ معظمہ
۳۹	حضرت خواجہ امام حسن بصری صاحب 〃	۱۴ر محرم	بصرہ
۴۰	حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ	۲۱ر رمضان	نجف اشرف
۴۱	حضرت سید المرسلین احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲ر ربیع الاول	مدینہ شریف

اشاریہ

(الف): رجال

☆☆☆

(ب): اماکن

☆☆☆

(ج): کُتب

☆ چارستارے؛ غلام احمد خان ۳۲

☆ خلاصۃ الانساب ۹

☆ سبطِ رسولؐ؛ غلام احمد خان ۳۲

☆ عمادالسعادت ۱۰

☆ گلدستۂ نور؛ غلام احمد خان ۳۲

☆ گلِ رحمت ۳۵

☆ گلزارِ رحمت ۳۵

☆☆☆